کاشف الاسرار قیامت

مولفہ

پادری ٹامس ہاول صاحب بشیر
پاسٹر کلیسیا چرچ اوف انگلنڈ لاہور

سنہ ۱۹۱۱ء

غلام قادر مسیحی پرنٹر لاہور کی معرفت

نولکشور پریس لاہور میں چھپی

قیمت ۲ر

فہرست مضامین

دیباچہ

بعد حمد و تعریف خدا قادر مطلق کے واضح ہو کہ یہ مضمون اگرچہ مشکل ہے تو بھی نہایت ضروری ہے کہ اس پر غور کی جائے۔ کیونکہ اس امید کے بغیر ہماری آیندہ کی امیدیں۔ اور نیکی و بدی کے خیالات سب ہیچ معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے اس مسئلہ پر غور کرنی۔ اور اُمید پر صبر و تسلّی کے ساتھ نیکی کرنے میں زندگی بسر کرنی ازبس لازم و مناسب ہے۔ کیونکہ جو کوئی اس امید کے بغیر جیتا ہے وہ حیوانوں کی سی زندگی گذارتا ہے۔ اور ایسے شخص کی سوائے اسکے اور کوئی اُمید نہیں ہوسکتی۔ کہ آؤ کھائیں پئیں کیونکہ کل مرینگے۔ افسوس قیامت کے مُنکر نہ نیکی کے اجر اور نہ بدی کی سزا و عدل و رحم کا خیال کرتے ہیں۔ اور نہ اپنی بقا کو فکر میں لا کر اس جہان سے کوچ کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ وہ اگرچہ اپنی ضمیر سے راحت و رنج کو محسوس کرتے۔ اور موت اُن کو ایسا دشمن نظر آرہی ہے جو اُنہیں ناامیدی کے گڑھے میں ہلاک کر ڈالیگی۔ تو بھی وہ اپنے انجام پر کچھ نہیں سوچتے۔ اور ہلاک ہوجاتے ہیں۔ مگر صادق لوگ جو قیامتِ مُردگان کے مقر ہیں۔ وہ مرنے پر بھی اُمیدوار ہیں۔ (ایوب ۱۹ : ۲۳ سے ۲۷) اے کاش کہ میری باتیں اب لکھی جاتیں کاش کہ وہ ایک دفتر میں قلمبند ہوتیں۔ کہ وہ لوہے کے قلم اور سیسے سے پتھر پر نقش کی جاتیں جو ابد تک باقی رہتیں۔ کیونکہ مجھ کو یقین ہے۔ کہ میرا فدیہ دینے والا زندہ ہے۔ اور وہ روز آخر زمین پر اُٹھ کھڑا ہوگا۔ اور ہر چند میرے پوست کے بعد میرا جسم کرم خوردہ ہوگا لیکن میں اپنے گوشت میں سے خدا کو دیکھوں گا۔ اُسے میں اپنے لئے دیکھوں گا اور میری ہی آنکھیں دیکھیں گی نہ کہ بیگانے کی ٭

پہلی فصل

قیامت مُردگان کے امکان اور ضرورت کے بیان میں

ہم اس امر کو دانی‌ایل نبی کی پیشینگوئی سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ نبی ڈھائی ہزار برس گذرے کہ نبوخدنظر بادشاہ کے عہد میں زندہ اور صوبہ بابل کا ایک بڑا حاکم تھا۔ اور سب فالگیروں و نجومیوں کا استاد تھا۔ کہ جسکو جبرائیل فرشتے نے کہا۔ تو بہت عزیز ہے۔ دانی‌ایل ۹: ۲۳۔ اور خداتعالےٰ نے خود اس کی صداقت کی بابت گواہی دی۔ اور اُسے نوح و ایوب کے برابر ٹھیرایا۔ حزقی‌ایل ۱۴: ۱۴ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۰۔ سو دانی‌ایل نبی کی کتاب میں یہ پیشینگوئی یوں لکھی ہے۔ دانی‌ایل ۱۲: ۲ سے ۴۔ اور اُن میں سے بہتیرے جو زمین پر خاک میں سو رہے ہیں جاگ اُٹھینگے۔ بعضے حیاتِ ابدی کے لئے۔ اور بعضے رسوائی اور ذلت ابدی کے لئے۔ پر اہلِ دانش فلک کی چمک کی مانند چمکینگے۔ اور جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند ابدالآباد تک۔ لیکن تو اے دانی‌ایل اِن باتوں کو بند کر رکھ۔ اور کتاب پر آخر وقت تک مُہر کر رکھ۔ بہتیرے سراسر ملاحظہ کرینگے (اصل میں ہے اِدھر اُدھر دوڑینگے) اور دانش زیادہ ہوگی۔ قریبًا ڈھائی ہزار برس گذرے کہ دانی‌ایل نبی نے یہ باتیں لکھی تھیں۔ اُس وقت ملکوں میں آنا جانا اور سفر کرنا بہت ہی مشکل تھا۔ اور علم کا بھی ایسا چرچا نہ تھا جیسا کہ آجکل ہے۔ آجکل بہت عمدہ سامان سفر کرنے۔ خبر دینے کے موجود ہیں۔ جو اُس زمانہ میں نہ تھے۔ کہ جس وقت وہ اِدھر اُدھر آنے جانے۔ اور دانش کے زیادہ ہونے کی پیشینگوئی کرتا ہے۔ جو آجکل پُوری ہوتی نظر آتی ہے۔ ہمارا زمانہ بہت ہی عجیب ہے۔ سفر کرنے کے لئے ریل گاڑی۔ دانش کی افزونی کے لئے علم و ہنر۔ خبررسانی کے لئے تار برقی۔ اور روشنی کے لئے برقی اور گیس کی روشنی کیسی عجیب و مفید ہیں۔ اب روشنی ڈالکر آدمی کے جسم کے اندر بلکہ ہڈی کے گودے تک کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ کل کے ذریعہ سے آواز بند کر سکتے اور پھر ویسی ہی سُنا سکتے ہیں۔ اور مرغی کے انڈے سے بجائے اکیس دن کے اکیس گھنٹوں میں گرمی پہنچا کر بچہ پیدا کر سکتے ہیں۔ اور اُڑنے والے جہازوں میں اُڑکر سینکڑوں میلوں کا سفر طے کر سکتے ہیں۔ الغرض

ہوائی اور برقی طاقت سے بڑے بڑے حیرت انگیز کام کئے جا رہے ہیں +

پس جبکہ دانش کی زیادتی سے ایسی تعجب خیز و حیرت انگیز باتیں وقوع میں آ رہی ہیں تو کیا اور باتیں جو نبی نے فرمائیں پوری نہ ہونگی ؟ لہذا ایسی ترقیوں سے ظاہر ہے۔ کہ ہماری یہ چند روزہ زندگی ایک وسیع نظام سے کسی نہ کسی طرح کا علاقہ رکھتی ہے۔ اور سلسلۂ معاملات جو ہمارے دیکھنے میں آتا ہے وہ زمانہ ماضی و حال و استقبال کے ایسے معاملات سے جو ہمارے دیکھنے میں نہیں آتے متعلق ہے۔ اور ہم ایک ایسے نظام میں جو محدود نہیں بلکہ ترقی پذیر ہے پیدا کئے گئے ہیں۔ کوئی شخص جس کے حواس درست ہوں یہ نہ کہے گا۔ کہ اس جہان کا بغیر ایک موجد و قادر حاکم مدبر کے پیدا ہونا اور اس طرح جاری رہنا زیادہ آسانی سے فہم میں آتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ جہان کا وجود ایسے موجد و حاکم کے وسیلے سے پیدا ہونا و جاری رہنا فہم میں آئے۔ جو قادر مطلق۔ علم و ارادہ سے کام کرنے والا ہو۔ بس ایک موجد و حاکم مدبر کا وجود تسلیم کئے بغیر کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔ نیز تمام ضابطہ عالم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس عالم کے موجد کا ارادہ اور خاصہ نیکی۔ عدل اور خوبی سے موصوف ہے۔ اور اُس نے جمیع ذی حیات کے لئے کوئی نہ کوئی خدمت و حصہ معین کیا ہے۔ اور ہم اعلیٰ درجہ کی تکلیف اور خوشی کی لیاقت رکھتے ہیں۔ اور افعال حسنہ سے خوشی اور قبیحہ سے رنج ملحق ہے۔ اور غیر فانی ہونے کی کل توقع خواہ زیادہ یقینی ہو خواہ کم ہماری امید اور خوف کے لئے وسعت لا انتہا پیدا کرتی ہے۔ اور خدا کی حکومت طبیعہ جسکے ماتحت ہم اپنے آپ کو تجربہ سے پاتے ہیں حکومت عادلہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور جس حال میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس جہان میں تمام جرایم کی سزا۔ و حسن خدمت کی پوری پوری جزا نہیں ملتی۔ کہ کتنے جرایم کے مجرم چالاکی اور رشوت وغیرہ کے ذریعہ سزا سے بچ جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات بے جرم اشخاص مجرم قرار دیئے جا کر سزا پاتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی اور عالم میں پورا پورا فیصلہ ہوگا۔ کہ نیکی کی جزا و بدی کی سزا خدائے عادل دے گا۔ اس لئے یہ امر لازمی و ضروری ٹھہرتا ہے۔ کہ تمام مُردگان سزا و جزا کے پانے کو جی اُٹھیں +

دوسری فصل

قیامت کی نسبت تمام مذاہب کے لوگوں کے اقوال کے بیان ہیں

وہ سب لوگ جو کوئی نہ کوئی مذہب رکھتے یہ مانتے ہیں۔ کہ موت کے بعد انسان کی رُوح زندہ رہتی ہے چنانچہ مسیحی و محمدی اس بات کو مانتے ہیں کہ قیامت ہوگی۔ اور سب مُردوں کی رُوحیں اُن کے قالب عناصری میں پھر ڈالی جائینگی۔ اور سب مُردے جی اُٹھینگے۔ اور اُنکی عدالت ہوگی اور ہنود و صاحبان بھی موت کے بعد رُوح کے باقی اور زندہ رہنے کو مانتے اور فرماتے ہیں۔ کہ رُوح بذریعہ تناسخ کئی ایک جسموں میں داخل ہو ہو کر اپنے کرموں کی سزا و جزا پاتی رہتی ہے۔ ہم میں اور اُن میں صرف اس بات کا فرق ہے۔ کہ مسیحی و محمدی تو موت کے بعد ایک ہی دفعہ رُوح کے لئے جسم کا تیار و قایم کیا جانا مانتے ہیں۔ کہ جس میں ہو کے وہ سزا و جزا کو حاصل کریگی لیکن ہندؤوں کے نزدیک رُوح کے سزا و جزا پانے کے لئے تناسخ میں سیکڑوں بار طرح طرح کے جسم تیار و قایم کئے جاتے ہیں۔ پس سیکڑوں بار مختلف اجسام کا بننا اور اُن میں بار بار رُوح کا داخل ہو ہو کر قیام پذیر ہوتے رہنا ایک یا دو بار ایک ہی قسم کے جسم کے بننے اور اُس میں رُوح کے داخل ہو کر قیام پذیر ہونے کو باطل نہیں کرتا۔ بلکہ ایک ہی بار پھر اُسی قسم کے جسم کا بننا اور اُس میں رُوح کا پھر قیام پذیر ہونا احسن و آسان تر معلوم ہوتا ہے۔ بہ نسبت سیکڑوں بار مختلف اقسام کے قالبوں کے بننے و اختیار کرتے رہنے سے۔ جیسا کہ ہاتھی کی رُوح کا چیونٹی کے بدن میں یا چیونٹی کی رُوح کا شیر کے بدن میں جانا محال معلوم ہوتا ہے۔ پھر سور دل انسان کا سور بن جانا بھی عدل کے تقاضا کے بالکل برخلاف ہے۔ یا میلے کپڑے کو صاف کرنے کی غرض سے کیچڑ کی نالی میں ڈالنا بھی بالکل خلافِ عقل ہے +

نیز یہ اصول بھی سب کا مسلمہ ہے کہ رُوح کو جسم میں سزا و جزا کا ملنا واجب و لازم ہے۔ اور عقل بھی یہی قبول کرتی ہے۔ کہ جبکہ رُوح نے جسم میں ہو کر سزا و جزا کے لایق کام کئے ہیں تو سزا و جزا بھی اُسی جسم ہی میں پانی واجب ہے۔ اور اگر وہ اُسی ہی قسم کا جسم ہو کہ جس میں سب کچھ کیا گیا تھا تو یہ اور بھی مناسب

اور عدل کے شایان ہوگا +

تیسری فصل

قیامت کی نسبت عقلی ثبوت کے بیان میں

(۱) عقل کے نزدیک کسی چیز کا نیست ہوجانا ناممکن ہے۔ البتہ شکل میں تغیر و تبدل تو ہر ایک چیز کا ہوسکتا ہے۔ لیکن کوئی چیز بذاتہٖ نیست نہیں ہوتی +

(۲) جسم اور فاعل ذی حیات کے ایک دوسرے سے متاثر ہونے سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ جسم کا تحلیل ہونا فاعل ذی حیات کی ہلاکت ہے۔ جیساکہ ہاتھ پاؤں کا کٹ جانا رُوح کی ہلاکت کا باعث نہیں ہوتا ویسا ہی جسم کا تحلیل ہونا بھی رُوح کی ہلاکت کا باعث نہیں ٹھیر سکتا +

(۳) جائے غور ہے کہ فی الحال کس قدر جسمی تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر فرماتے ہیں کہ ہمارا جسم سات برسوں کے عرصہ میں بالکل تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہمارا وہ جسم جو لڑکپن میں تھا جوانی میں نہیں رہا۔ اور جو جوانی میں تھا وہ بڑھاپے میں نہیں رہا۔ لیکن باوجود ان بڑی تبدیلیوں کے ہم وہی شخص رہے ہیں۔ سو اس سے ظاہر ہے کہ شخص اصلی کا وجود و تبدیلات ذرات عناصری کے ہر سن میں وہی قایم رہنا ہماری قیامت کے بدن کا مشابہ ہے۔ جیساکہ ذرات عناصری کے تبدل و تغیر میں شخص اصلی کا نقصان نہیں ہوتا۔ ویسا ہی قیامت کے بدن کے ملنے سے بھی نقصان نہیں ہوسکتا۔ پس جبکہ ایک حال میں ہم وہی رہے ہیں تو دوسرے میں ہم کیوں وہی نہ رہینگے +

(۴) جبکہ خدا نیست سے ہست کرسکتا ہے۔ تو کیا وہ مُردہ اشیاء کو پھر زندہ و بحال نہیں کرسکتا۔ مثلاً۔ پہلا آدمی۔ پہلا گھوڑا۔ پہلا بیل۔ پہلا مرغا یا انڈا۔ پہلا بیج یا درخت وغیرہ۔ اگر نیست سے ہست نہیں ہوا تو کیسے پیدا ہوگیا ؟ +

(۵) قیامت کی بہت تشبیہیں ہیں جو روز بروز ہمارے مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں۔ مثلاً
(الف) دِن کی قیامت۔ رات کے بعد صبح کی امید کیسی خوشی بخشتی ہے +

(ب) موسم کی قیامت۔ خزاں کے بعد بہار کی اُمید کیسی فرحت بخش ہے۔ وہ باغ جو ہرا بھرا اور خوشنما تھا۔ موسم خزاں میں کیسا خشک اور بے رونق موت کے مشابہ معلوم ہوتا ہے لیکن موسم بہار میں اُس کا وہ حال نہیں رہتا۔ جو درخت کہ برف کے نیچے گویا قبر میں مدفون تھے موسم بہار میں گویا قبر سے نکلے ہوئے سرسبز لہلہاتے اور خوشنما نظر آتے ہیں +

(ج) زمین کی قیامت خشک اور مُردہ زمین بارانِ رحمت سے کیسی سرسبز و زندہ ہو جاتی ہے +

(د) گیہوں کے دانے کی قیامت۔ وہ خراب ہونے سے بحال ہوتا ہے۔ مرنے سے محفوظ رہتا۔ اور دفن ہونے سے زندہ ہو جاتا ہے +

(س) بہت کیڑے ہیں جو مر جاتے اور پھر زندہ ہو جاتے ہیں۔ بدصورت کیڑا خوبصورت تتلی بنکر تیز رفتار ہو جاتا ہے +

پس جبکہ خدا سب چیزوں کو انسان کے لئے بحال کرتا ہے۔ تو کیا وہ انسان کو اُس کی موت کے بعد پھر بحال نہ کریگا۔ کہ جسکے لئے سب چیزیں مرتی و جی اُٹھتی ہیں +

(۶) بعض کہتے ہیں کہ قیامت ایک بھید ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ جو کچھ کماحقہٗ ہماری سمجھ میں نہیں آتا وہ نہیں ہوتا +

(الف) جائے غور ہے۔ کہ آدمی کی پیدائش ہی ایک بڑا بھید ہے۔ لیکن جس نے کہا ہے کہ ہم آدمی کو بنائیں۔ اور اُس کو مٹی سے بنایا۔ اور اُس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا۔ اور وہ جیتی جان ہوا۔ وہ مُردوں سے بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ پھر آؤ اے بنی آدم۔ اور وہ اُنکے مادے کو جمع کر سکتا اور بدن کا بیج محفوظ رکھ سکتا ہے +

(ب) بیج میں پھل و پھول اور رنگ و بُو۔ وغیرہ کا نہ ہونا۔ اور زمین میں گڑنے اور سڑنے سے پیدا ہو کر درخت اور بوٹے کا معہ پھول و پھل رنگ و خوشبو کے رونقدار ہو جانا بھی بھید ہے۔ لیکن ہو رہا ہے +

(ج) کوئلے سے ہیرے کا بنجانا بھید تو ہے۔ لیکن بہت شفاف ہیرا بنتا ہے۔ چنانچہ ہیرا جلایا جاکر پھر کوئلہ بن سکتا ہے +

الغرض ایسے بہت سے بھید ہیں۔ جو ہمارے احاطۂ ادراک سے بیرون وبالا ہیں۔ اِس سبب سے ہم نا اُمید نہیں ہوتے۔ بلکہ حضرت داؤدؑ کے ہم آواز ہو کر کہتے ہیں۔ جب میں موت کے سایہ کی وادی میں پھروں تو مجھے کچھ خوف وخطر نہ ہوگا کیونکہ تو میرے ساتھ ہے۔ مزمور ۲۳: ۴ +

چوتھی فصل

معجزات سے ثبوت قیامت کا بیان

واضح ہو کہ قیامت مردگان کی یہ دلیل اُن معجزات سے جو فی الحقیقت وقوع میں آئے دیجاتی ہے۔ جو ہماری اُمید کا لنگر ٹھہرتی ہے۔ ہمارے خداوند المسیح نے تین مُردوں کو زندہ کیا +

(۱) نائین نام شہر کی بیوہ کے بیٹے کو۔ لوقا ۷: ۱۱ سے ۱۷ +

(۲) کفرناحوم میں جائرس نام سردار کی لڑکی کو متی ۹: ۱۸ و ۱۹ و ۲۳ سے ۲۶ +

(۳) بیت عینیاہ کے رہنے والے چار دن کے مُردہ لعذر کو قبر میں سے زندہ کیا۔ یوحنا ۱۱: ۱۷ سے ۴۴ +

چنانچہ قرآن میں بھی خداوند المسیح کے حق میں لکھا ہے۔ (سورہ آلعمران ۵ رکوع ۴۹)

وَرَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَنِّیۡ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۔ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۔ وَاُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۔

(ترجمہ) اور کرے گا اُسکو (المسیح کو) پیغمبر طرف بنی اسرائیل کے۔ یہ کہ تحقیق آیا ہوں تمہارے پاس ساتھ ایک نشانی کے پروردگار تمہارے سے۔ یہ کہ بناتا ہوں میں واسطے تمہارے مٹی سے مانند صورت جانور کے۔ پس پھونکتا ہوں میں بیچ اُسکے۔ پس ہو جاتا ہے جانور ساتھ حکم اللہ کے۔ اور چنگا کرتا ہوں میں مادر زاد اندھے کو۔ اور کوڑھی کو۔ اور جلاتا ہوں مُردے کو ساتھ حکم اللہ کے +

پھر پاک کلام بائیبل سے ظاہر ہے۔ کہ خداوند کے خادموں نے بھی مُردوں کو زندہ کیا۔ چنانچہ

(۱)۔ ایلیاہ۔ نبی کی دُعا سے صرپتا کی بیوہ کا بیٹا زندہ ہوا۔ ۱ سلاطین ۱۷: ۱۷ سے ۲۴ +

(۲) الیسع۔ نبی کی دُعا سے سونمیت عورت کا بیٹا زندہ ہوا۔ ۲ سلاطین ۴: ۱۸ سے ۳۷ +

(۳) مقدس پطرس کی دُعا سے تابیتھا زندہ ہوئی۔ اعمال ۹: ۳۶ سے ۴۳ +

(۴) مقدس پولوس کی دُعا سے یوتخس نام جوان زندہ ہوا۔ اعمال ۲۰: ۷ سے ۱۲ +

اگرچہ یہ سب مُردے جو زندہ ہوئے نیا بدن نہ پانے کے سبب سے پھر مر گئے تو بھی اس سے ہماری قیامت کی یہ اُمید قوی و شگفتہ ہوتی ہے۔ کہ خدا قادر مطلق کی قدرت سے مُردے جی اُٹھینگے +

پانچویں فصل

خداوند المسیح کے جی اُٹھنے سے قیامت مُردگان کا بیان

واضح ہو کہ مذکورہ بالا دلائل کے سوا خداوند یسوع المسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ایک نہایت پختہ اور بڑی دلیل قیامت مُردگان کی ہے۔ اور اس کا ثبوت اِس طرح سے ہے۔ کہ خداوند المسیح کی موت اور جی اُٹھنے کی پیشینگوئی کی گئی تھی +

(۱) ایک ہزار برس پیشتر حضرت داؤد نے زبور کی کتاب میں لکھا۔ کہ خداوند المسیح جی اُٹھے گا۔ مزمور ۱۶: ۱۰۔ بمقابلہ مزمور ۴۹: ۱۵۔ اعمال ۲: ۲۷ و ۳۱ و ۱۳: ۳۵ +

(۲) سات سو برس پیشتر یسعیاہ نبی نے جو خداوند المسیح کی موت کی نسبت اپنی کتاب کے ۵۳ باب میں پیشینگوئی کی تو اس میں یہ بھی لکھا۔ ۱۰ و ۱۱ و ۱۲۔ لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اُسے کچلے اُس نے اُسے غمگین کیا جب اس کی جان گناہ کے لئے گذرانی جائے تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا اور اُس کی عمر دراز ہو گی اور خدا کی مرضی اُس کے ہاتھ کے وسیلے بر آوے گی۔ الخ +

(۳) خداوند المسیح نے خود اپنی موت کی یادگاری میں پاک عشائے ربانی کو مقرر کیا۔ جو اُس وقت سے آجتک عمل میں آ رہی ہے۔ متی ۲۶: ۲۶ سے ۳۰۔ مرقس ۱۴: ۲۲ سے ۲۵

لوقا ۲۲: ۱۷ سے ۲۰۔ ۱ قرنتی ۱۱: ۲۳ سے ۲۵۔ چونکہ موت کی یادگار اکثر رنج وغم کا باعث ہوتی ہے۔ جیسا کہ حسن وحسین کی موت کا واقع ہے۔ لیکن خداوند المسیح کی موت کی یادگار رنج وغم کا واقع اور باعث نہیں ہے کیونکہ وہ موت کے قبضے میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ خوشی کا باعث ہے۔ کہ وہ بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ دیکر موت کے بعد تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا اور ابدالآباد زندہ ہے +

(۴) خداوند المسیح نے خود اپنے جی اُٹھنے کی پیشینگوئی کی تھی۔ متی ۱۶: ۲۱ و ۲۰: ۱۹ چنانچہ جب خداوند المسیح مصلوب کئے جانے و مرجانے کے بعد دفن کئے گئے تو اُس کے دشمنوں کو یاد آیا کہ وہ اپنے جیتے جی کہتا تھا کہ میں تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھوں گا۔ سو اِس سبب سے کہ کوئی اُسکی لاش کو چُرا کر یہ نہ کہے کہ وہ جی اُٹھا ہے۔ وہ اُسکی قبر کی نگہبانی کرنے لگے۔ متی ۲۷: ۶۲ سے ۶۶۔ لیکن اُس کے دشمنوں کی کوشش بے فائدہ ٹھیری کیونکہ وہ اپنے فرمانے کے بموجب تیسرے دن یعنے اتوار کے روز مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ متی ۲۸: ۱ سے ۱۰۔ +

(۵) خداوند المسیح مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد چالیس دنوں تک زمین پر رہے۔ اعمال ۱: ۳۔ اور پانچسو آدمیوں سے زیادہ کو دکھائی دیئے۔ ۱ قرنتی ۱۵: ۳ سے ۱۱۔ اور پھر اپنے شاگردوں کے روبرو کوہِ زیتون پر سے آسمان پر صعود فرما ہوئے۔ لوقا ۲۴: ۵۰ سے ۵۳۔ اعمال ۱: ۶ سے ۱۱ +

(۶) خداوند المسیح نے اپنے وعدے کے بموجب یوحنا ۱۶: ۷۔ لوقا ۲۴: ۴۹۔ آسمان پر جانے کے دس روز بعد رُوح القدس کو اپنے شاگردوں پر نازل فرمایا۔ اگر وہ جی اُٹھ کر صعود فرما نہ ہوتا تو رُوح القدس کو کیونکر نازل فرما کر اپنا وعدہ پورا کر سکتا۔ اعمال ۲: ۱ سے ۱۳ +

(۷) مسیحی کلیسیا خداوند المسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا پھل ہے۔ اگر خداوند المسیح مُردوں میں سے جی کر نہ اُٹھتا۔ اور اپنے وعدہ کے بموجب رُوح القدس کی برکتوں سے اپنے شاگردوں کو ممتاز نہ کرتا تو مسیحی کلیسیا کا وجود عدم وجود کے برابر ہوتا +

(۸) یہودیوں میں سبت کا دِن سنیچر کو مانا جاتا تھا۔ چونکہ خداوند المسیح اتوار کے روز

مُردوں میں سے جی اُٹھے اس لئے مسیحیوں نے یہودیوں کے دستور کو چھوڑ کر خداوند المسیح کے جی اُٹھنے کے دِن یعنے اتوار کو اُس کے جی اُٹھنے کی خوشی کی یادگاری میں بجائے سنیچر کے ماننا شروع کیا۔ جو ابتدا سے آجتک مانا جارہا ہے۔ اگر خداوند المسیح جی نہ اُٹھتا تو یہودیوں کے دستور کو چھوڑ کر وہ شروع ہی سے اتوار کو سبت ہی کیونکر قرار دے سکتے تھے +

پس اس سے ظاہر ہے کہ قیامت کی امید صرف عقل ہی پر نہیں بلکہ حقیقی۔ مشاہدہ تجربہ اور پختہ ثبوت پر قایم ہے +

اب جائے غور ہے کہ خداوند المسیح کے تابعین شاگرد کہ جنہوں نے خداوند مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کی گواہی دی۔ اور جنکو قرآن۔ انصار اللہ یعنے اللہ کے مددگار۔ العمران ۵ رکوع ۴۵ صف ۲ رکوع ۱۴۔ اور صاحب وحی۔ مائدہ ۱۵ رکوع ۱۱۱۔ اور رسول اللہ۔ یونس ۲ رکوع ۱۲ سے ۳۲۔ کہتا ہے۔ اور جنکی نسبت پاک انجیل اور تواریخی بیان سے ظاہر ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی راستبازی۔ گناہوں کی معافی۔ اور خدا کی بادشاہت کی منادی کرنے اور خوشخبری دینے کو الٰہی قدرت اور رُوح القدس کی بھرپوری سے بھیجے گئے تھے۔ اور اُنہوں نے اس گواہی کے لئے کہ خداوند المسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ اپنی جانوں کو نثار کیا۔ اور تمام جہان کے مذاہب کو باطل ٹھہرا کر اُلٹ ڈالا اور دُنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کو ایک رُوحانی قانون کے تابع کر دیا۔ کیا یہ خیال میں آسکتا ہے کہ ان کی اس ساری گرمجوشی اور پاک الٰہی تعلیم کی بُنیاد محض دروغ پر ہو۔ اور یہ دروغ بھی ایسا فروغ پائے کہ آجتک اُس کا بھید کھولنے والا کوئی بھی نہ ملے۔ اور پھر یہ بھی کیسی عجیب بات ہے کہ آپ ہی قرآن خداوند المسیح کے حواریوں کو انصار اللہ یعنے خدا کے مددگار۔ صاحب وحی اور رسول اللہ کہے۔ اور آپ ہی اُن کی اس بڑی گواہی کو۔ جو حواریوں نے بڑی جان نثاری سے دی ہے۔ یعنے یہ کہ خداوند المسیح گنہگاروں کے بدلے صلیب پر پنطوس پلاطوس رومی حاکم کے حکم سے مارا گیا۔ قبر میں دفن کیا گیا۔ اور تیسرے دِن مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ بالکل رد کردے۔ یہ تو بڑے تعجب وحیرت میں ڈالنے والی بات ہے۔ جو دو امروں سے خالی نہ ہوگی۔ بتقدیر اوّل۔ قرآن کا خداوند المسیح کے حواریوں کو۔ انصار اللہ۔ صاحب وحی۔ اور رسول اللہ کہنا بالکل غلط ہوگا۔ بتقدیر دوم۔ یہ کہ اگر وہ حواری بقول قرآن فی الصدق۔

انصار اللہ۔ صاحب وحی۔ اور رسول اللہ تھے۔ تو جو کچھ اُنھوں نے خداوند یسوع المسیح
کے صلیب پر مارے جانے۔ اور دفن کئے جانے۔ اور تیسرے دن قبر میں سے جی اُٹھنے
کی نسبت گواہی دی ہے وہ بالکل راست و درست ہو گی۔ لہٰذا جو کچھ علمائے محمدی نے
مسیحیوں سے ضد رکھنے۔ اور مباحثہ کرنے۔ اور منجی جہان المسیح کی شان کو کم کرنے کے لئے
المسیح کے حواریوں انصار اللہ کی شہادت قطعی کے برخلاف اپنے خیال کی رو سے قرآن کو
حواریوں کی سچی شہادت کا مخالف تصور کر لیا ہوا ہے بالکل بیجا و غلط ہے۔ کیونکہ اگر علمائے
محمدی کے خیالات اور تاویلیں خداوند المسیح کے نہ مرنے یا صلیب پر مر جانے کے بعد جی نہ
اُٹھنے کی نسبت درست مانی جائیں۔ تو قرآن آپ ہی صداقت و اعتبار سے گر جاتا ہے۔ پس جو
لوگ قرآن کو اپنے خیالات کا تابع کر کے اپنا آپ ہی مخالف بنانا چاہتے اور قیامت مُردگان
کی ایک بڑی دلیل اور پکے علم قیامت کو اپنے اور لوگوں کے دلوں سے دُور کیا چاہتے ہیں
وہ اپنے ہی ایمان کا نقصان کر رہے ہیں۔ لہٰذا اب ہم اس امر کی صداقت کی طرف از روئے
قرآن توجہ دلانا چاہتے اور دکھاتے ہیں کہ آیا قرآن محمدی علما کے خیالات کی۔ کہ خداوند المسیح
نہیں مر گیا۔ اور اگر مر گیا تو جی نہیں اُٹھا کی تائید کرتا ہے۔ یا المسیح کے حواریوں کی شہادت
کی کہ جنہیں وہ انصار اللہ۔ صاحب وحی اور رسول اللہ کہتا ہے۔ کہ جنہوں نے صاف صاف
یہ گواہی پاک انجیل میں دی ہے۔ کہ خداوند المسیح فی الحقیقت صلیب پر مر گیا۔ قبر میں دفن کیا
گیا۔ اور تیسرے دن فی الصدق قبر میں سے جی اُٹھا۔ کیونکہ حواریوں نے اُسے جی اُٹھا ہوا بچشم خود
دیکھا۔ اُس سے باتیں کیں۔ اُس کو چھوا۔ اور اُس کے ساتھ کھایا۔ اور آخر کار وہ اُن کے
دیکھتے دیکھتے آسمان پر اُٹھایا گیا۔ اعمال ۱: ۱ سے ۱۴۔ اور ابدالآباد زندہ ہے +

چھٹی فصل

خداوند المسیح کی موت اور جی اُٹھنے کی نسبت کتب سماوی و قرآن کے اتفاق کا بیان

واضح ہو کہ خداوند المسیح کی موت اور جی اُٹھنے کے بیان میں کتب انبیاء قدیم اور انجیل

میں پورا پورا اتفاق پایا جاتا ہے۔ یعنے جیسا کہ انبیاء قدیم نے بطور پیشینگوئی کے خداوند المسیح کی موت و جی اُٹھنے کی نسبت اپنی اپنی کتاب میں لکھا تھا۔ ویسے ہی وقوع میں آیا ہوا پاک انجیل سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ مقامات ذیل سے ظاہر ہے +

(۱) مزمور ۲۲ تمام کو مقابلہ کرو۔ متی ۲۷: ۲۶ و ۴۶ و ۲۸ و ۲۷: ۳۵۔ لوقا ۲۳: ۲۴ و ۳۳ و ۳۴۔ یوحنا ۱۹: ۲۳ و ۲۴ و ۳۷۔ فلپی ۲: ۷ سے ۱۱ +

(۲) مزمور ۱۶: ۹ و ۱۰ و ۴۹: ۱۵ کو مقابلہ کرو۔ اعمال ۲: ۲۳ سے ۳۲۔ ۱۳: ۲۶ سے ۳۸ +

(۳) یسعیاہ ۵۳ باب کو مقابلہ کرو۔ متی ۸: ۱۷۔ عبرانی ۹: ۲۸۔ ۱ پطرس ۲: ۲۴ و ۲۵۔ رومی ۴: ۲۵۔ ۱ قرنتی ۱۵: ۳ و ۴۔ ۱ پطرس ۳: ۱۸۔ متی ۲۶: ۶۳۔ ۲۷: ۱۲ و ۱۴۔ مرقس ۱۴: ۶۱ سے ۶۴۔ ۱۵: ۱۵۔ ۱ پطرس ۲: ۲۳۔ اعمال ۸: ۳۲ سے ۳۶۔ متی ۲۷: ۵۷ و ۵۸ و ۶۰۔ ۲ قرنتی ۵: ۲۱۔ مرقس ۱۵: ۲۷ و ۲۸۔ لوقا ۲۲: ۳۷۔ ۲۳: ۳۴ سے ۳۸۔ رومی ۸: ۳۴۔ عبرانی ۷: ۲۵۔ ۱ یوحنا ۲: ۱ +

(۴) دانیئل ۹: ۲۶ کو مقابلہ کرو۔ لوقا ۲۴: ۲۶ و ۲۷ و ۴۴ سے ۴۷۔ ۱ پطرس ۳: ۱۸ +

(۵) زکریا ۱۳: ۷ کو مقابلہ کرو۔ یوحنا ۱۰: ۱۰ و ۱۱۔ ۳۰ و ۱۴: ۱۰۔ فلپی ۲: ۶۔ متی ۲۶: ۳۱۔ مرقس ۱۴: ۲۷ +

پس جبکہ کتب انبیا و پاک انجیل خداوند المسیح کے قتل کئے جانے اور جی اُٹھنے کا متفق اللفظ ہو کر بیان کرتے ہیں تو واجب ہے کہ قرآن بھی جو اپنے آپ کو کتب انبیا و انجیل کا مصدق بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کی آیات ذیل سے ظاہر ہے۔ بقرہ رکوع ۴۰۔ ۱۱ رکوع ۹۰ و ۹۱۔ ۱۲ رکوع ۹۶ و ۱۰۰۔ العمران ۱ رکوع ۲۔ ۹ رکوع ۸۰۔ نساء ۷ رکوع ۴۵ سے ۴۹۔ ۲۰ رکوع ۱۳۵۔ ۲۲ رکوع ۱۶۱۔ مائدہ ۷ رکوع ۴۷ سے ۵۲۔ انعام ۱۱ رکوع ۹۰ و ۹۳۔ ۱۹ رکوع ۱۵۴۔ توبہ ۱۴ رکوع ۱۱۲۔ یونس ۴ رکوع ۳۸۔ ہود ۲ رکوع ۱۸۔ یوسف ۱۲ رکوع ۱۱۱۔ انبیا ۷ رکوع ۱۰۵۔ فرقان ۴ رکوع ۳۷۔ قصص ۵ رکوع ۴۳۔ ملائکہ ۴ رکوع ۲۳ و ۲۸۔ صافات ۴ رکوع ۱۱۶۔ مومن ۶ رکوع ۵۶۔ احقاف ۲ رکوع ۱۱۔ ۴ رکوع ۳۰۔ حدید ۴ رکوع ۲۷۔ یوسف ۱۲ رکوع ۱۰۷۔ تو از بس لازم ہے کہ وہ بھی خداوند المسیح

کی موت اور جی اُٹھنے کی نسبت کتب انبیا و انجیل سے اتفاق کرے۔ اور اگر وہ اُن کتب کی کہ جنکی خود تصدیق کر چکا ہے مخالفت کرے تو قرآن اپنے آپ ہی کو صداقت کے زینہ سے گرا دے گا۔ پس ہم تو قرآن کو بموجب آیات متذکرہ بالا۔ اگلی کتابوں کے موافق بیان کرنیوالا ہی سمجھے ہیں۔ و ہو ہذا +

(۱) سورہ مریم ۲ رکوع ۳۵ و ۳۶۔ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔ ذٰلِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ۔ ترجمہ۔ اور سلامتی ہے اوپر میرے۔ جسدن پیدا ہوا ہیں اور جسدن مرونگا ہیں اور جسدن اُٹھونگا ہیں زندہ ہو کر۔ یہ ہے عیسے بیٹا مریم کا۔ بات حق ہے۔ وہ (یہود) بیچ اس کے شک کرتے ہیں +

اِس آیت ہیں صاف طور پر خداوند المسیح کا مرنا اور جی اُٹھنا۔ خداوند المسیح ہی کے الفاظ سے بطور پیشینگوئی بیان ہوا ہے۔ اور بیچ اُس کے شک کرنا غیر واجب ہے۔ جیساکہ پاک انجیل سے ظاہر ہے۔ کہ خداوند المسیح نے خود اپنے مارے جانے اور پھر جی اُٹھنے کی خبر دی تھی۔ متی ۱۶: ۲۱۔ اُس وقت سے یسوع اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے لگا۔ کہ مجھے ضرور ہے کہ یروشلم کو جاؤں اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دُکھ اُٹھاؤں اور قتل کیا جاؤں۔ اور تیسرے دِن جی اُٹھوں۔ نیز دیکھو۔ متی ۲۰: ۱۷ سے ۱۹۔ مرقس ۸: ۳۱ و ۹: ۹۔ لوقا ۹: ۲۲۔ سو قرآن ہیں بھی المسیح اپنے حق میں خبر دیتا ہے۔ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔ اور جسدن مرونگا ہیں اور جسدن اُٹھوں گا ہیں زندہ ہو کر۔ یہاں قرآن اُس پیشینگوئی کو جو انجیل میں ہے بطور خلاصہ نقل کرتا ہے۔ پس یہ پیشینگوئی خداوند المسیح کی بموجب قرآن اُس وقت سے پیشتر پوری ہو چکی جب اُس نے بصیغہ ماضی خدا کو کہا۔ (مائدہ) فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ پس جب وفات دی تو نے مجھ کو۔ تھا تو ہی نگہبان اوپر اُن کے +

(۲) سورہ آلعمران۔ ۶ رکوع ۸ ۴۸۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰٓى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ ترجمہ جسوقت کہا اللہ نے۔ اے عیسیٰ تحقیق میں لینے والا ہوں (اصل میں ہے وفات دینے والا ہوں) تجھ کو۔ اور اُٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی۔ اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو اُن لوگوں سے کہ کافر

ہوئے۔ اور کرنے والا ہوں اُن لوگوں کو کہ پیروی کرینگے تیری اوپر اُن لوگوں کے کہ کافر ہوئے۔ دِن قیامت تک ؛

سید احمد خانصاحب تفسیر القرآن جلد ۲ کے صفحہ ۴۳ پر لفظ مُتَوَفِّيكَ کی نسبت یُوں لکھ گئے ہیں۔ پہلی آیت میں لفظ مُتَوَفِّيكَ کا واقع ہے۔ جس کے معنے عموماً ایسے مقام پر موت کے لئے جاتے ہیں۔ خود قرآن مجید سے اس کی تفسیر پائی جاتی ہے۔ جہاں خدا نے فرمایا ہے۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا۔ ابن عباس اور محمد بن اسحٰق نے بھی۔ جیسے کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ مُتَوَفِّيكَ کے معنے مُمِيتُكَ کے لئے ہیں۔ پھر تفسیر القرآن جلد ۲ کے صفحہ ۴۴ پر تفسیر کبیر سے یُوں نقل فرما کر درج کر گئے ہیں۔ مُتَوَفِّيكَ اے مُمِيتُكَ وھو مروی عن ابن عباس و محمد ابن اسحٰق قالوا والمقصود ان الا یصل اعداؤہ من الیھود الی قتلہ ثم انہ بعد ذالک اکرمہٗ بان رفعہ الی السماء ثم اختلفوا علی ثلاثۃ اوجہ احدھا۔ قال وھب توفی ثلاث ساعات ثم رفع وثانیھا۔ قال محمد بن اسحٰق توفی سبع ساعات ثم احیاء اللہ و رفعہ الثالث۔ قال الربیع بن انس انہ تعالیٰ توفاہ حین رفعہ الی السماء قال تعالیٰ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا۔ (ترجمہ) مُتَوَفِّيكَ یعنے میں تجھے مارنے ہوں۔ اور اس قول کو عبد اللہ بن عباس اور محمد بن اسحٰق سے بیان کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت مسیح کے دشمنوں نے آپ کے قتل کی طرف توجہ نہیں کی (یعنے اس میں کامیاب نہ ہوئے) پھر اس کے بعد خدا نے آپ کی ایسی عزت کی کہ آپ کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا۔ پھر مذکورہ بالا لوگوں میں تین وجہ سے اختلاف ہے۔ اوّل۔ وھب کہتے ہیں کہ وہ تین گھڑیاں مارے گئے۔ پھر اُٹھا لئے گئے۔ دوم۔ محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ سات گھڑیاں مارے گئے۔ پھر خدا نے اُن کو زندہ کیا اور اُٹھا لیا۔ سوم۔ ربیع بن انس کہتے ہیں کہ خدا نے اُن کو اُس وقت مارا جبکہ آسمانوں کی طرف اُٹھا لیا۔ چنانچہ وہ مندرجہ ذیل آیت اَللّٰہُ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا۔ سے استدلال فرماتے ہیں۔ کہ خدا نفوس کو اُن کی موت میں مارتا ہے۔ اور نیند وغیرہ میں موت نہیں ؛

پھر واضح ہو کہ سید صاحب یا اُن کے ہم خیالوں کا یہ فرمانا۔ کہ المسیح یہود کے

قتل کرنے سے نہیں مرے بلکہ اپنے آپ ہی مر گئے - ہمارے نزدیک بھی یہ ایک طرح سے درست ہے - کیونکہ المسیح نے اپنی جان اپنے اختیار سے دی - جیسا کہ یوحنا ۱۰: ۱۷و۱۸ میں ہے - باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں - کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں - بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں - مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اُسکے پھیر لینے کا بھی اختیار ہے - یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا +

اور پھر یہ بھی ظاہر ہے - کہ المسیح نے صلیب پر خود ہی اپنی رُوح خدا کو سونپ کر اپنا دم آپ ہی صلیب پر دیدیا - دیکھو لوقا ۲۳: ۴۶ - پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کے کہا - کہ اے باپ - میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں - اور یہ کہہ کر دم دیدیا - پس اِس سے بھی ظاہر ہے کہ کسی دشمن نے جبراً اُن کا دم نہیں نکالدیا بلکہ المسیح نے خود اپنے اختیار سے صلیب پر اپنا دم دیدیا - اور مر گئے - اور یہ سب کچھ صلیب ہی پر واقع ہوا نہ کسی بعد کے زمانہ میں - جس کا کوئی ثبوت نہیں +

پس آیت مذکورہ بالا میں یہ باتیں بیان ہوئی ہیں - (۱) خداوند المسیح کو وفات دینا - (۲) خداوند المسیح کا اللہ کی طرف اُٹھایا جانا - اور کفار سے علیحدہ کیا جانا - (۳) ز اں بعد خداوند المسیح کی پیروی کرنے والوں کا دِن قیامت تک کفار پر غالب رہنا - پس یہہ تینوں باتیں سلسلہ وار بیان ہوئی ہیں کہ جس سے ظاہر ہے کہ پہلے وہ ظالم کفار کے ظلم سے مصلوب ہو کر مرینگے - پھر وہ اللہ کی طرف اُٹھائے جانے سے ظالم کفار کے ظلم سے پاک و علیحدہ کئے جاوینگے - چونکہ خداوند المسیح کے مارے جانے میں کفار کا غلبہ معلوم ہوتا تھا - لیکن جب وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا - اور آسمان پر صعود فرما کر اپنی پیروی کرنے والوں کو عالم بالا کی قوت سے ملبّس کر دیا - لوقا ۲۴: ۴۹ - یوحنا ۱۵: ۲۷ - اعمال ۱: ۴و۵و۸و ۲: ۳۲و۳۳ - تو اُس وقت سے خداوند المسیح کے پیرو قیامت تک کفار پر غالب کئے گئے اور غالب رہینگے - اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آیت میں مُتَوَفِّيكَ بمعنے وفات دینے والا ہوں تجھ کو - مقدم ہے - وَرَافِعُكَ اِلَيَّ - اور اُٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی - موخر ہے - یہ کچھ بھول سے نہیں ہو گیا - لیکن فی الحقیقت وقوع ہی میں ایسا ہی آنیوالا تھا اور آیا اور جیسا کہ پاک انجیل سے بھی ظاہر ہے - کہ خداوند المسیح صلیب

پر مرجانے کے بعد دفن کئے گئے۔ تیسرے دِن قبر میں سے زندہ ہو کر چالیس دِنوں تک زمین پر رہے۔ اور پھر آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اعمال ۱: ۱ سے ۱۱ ✤

(۳) سورہ مائدہ۔ ۱۶ رکوع ۱۱۷۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ط۔ ترجمہ۔ اور تھا میں اوپر اُن کے شاہد جب تک رہا میں بیچ اُنکے پس جب قبض کیا تو نے مجھ کو (یعنے وفات دی) تھا تو ہی نگہبان اوپر اُنکے ✤

سید احمد خانصاحب تفسیر القرآن جلد دویم کے صفحہ ۴۵ پر یوں لکھ گئے ہیں " اِن آیتوں میں ایک اور لفظ بھی غور کے قابل ہے۔ یعنے مَا دُمْتُ فِيهِمْ۔ اس کے صاف معنے ہیں کہ جبتک میں زندہ تھا۔ اور اس کی سند خود قرآن مجید کی دوسری آیت میں موجود ہے۔ جہاں فرمایا مَا دُمْتُ حَيًّا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ جو معنے حَيًّا کے ہیں وہی معنے فِيهِمْ کے ہیں۔ اسکے بعد ہے فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي تو اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس لفظ سے حَيًّا ہی مراد تھی۔ اور مطلب بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ جبتک میں اُن میں تھا یعنے زندہ تھا تو میں اُن پر شاہد تھا۔ اور جب تو نے مجھے موت دی تو تو اُن کا نگہبان رہا۔ پس ان دونوں آیتوں میں اس دنیا ہی میں حضرت عیسیٰ کا زندہ رہنا اور اِس دنیا ہی میں اپنی (اختیاری یا خدا باپ سے مقرر کی ہوئی) موت سے مرنا بھی ظاہر ہوتا ہے " ✤

پس یہ آیت بھی ہر دو مذکورہ بالا آیات کی تائید کرتی ہے۔ چنانچہ اس میں یہ باتیں بیان ہوئی ہیں ✤

(۱) خداوند المسیح کا اپنے شاگردوں میں زندگی بسر کرنے۔ اور اُن کا نگہبان رہنے کا بیان ہے۔ مَا دُمْتُ فِيهِمْ ✤

(۲) خداوند المسیح کے مرنے اور اپنے شاگردوں سے علیحدہ ہونے کا بیان بصیغہ ماضی تَوَفَّيْتَنِي ہوا ہے ✤

(۳) اس میں اُس حفاظت کا بیان ہے۔ جو خداوند المسیح اپنے مرنے سے پیشتر اپنے شاگردوں کی کرتا رہا تھا۔ تاکہ وہ شرک کے گناہ میں نہ پڑ جاویں ✤

(۴) اس بات کا بھی بیان ہے کہ جب وہ مرگیا تو وہ اُس حفاظت سے بری الذمہ ٹھیرا۔ اور تب سے اُسکے شاگردوں کی حفاظت کا ذمہ وار خدا ہی رہا۔ کہ جس سے صاف صاف ظاہر

ہے۔ کہ اگر خداوند المسیح مر نہ جاتے تو وہ اپنے شاگردوں کی حفاظت سے بری الذمہ ہی نہ ٹھیر سکتے
پس بموجب آیات مذکورہ بالا قرآن خداوند المسیح کی زندگی کے آخری واقعات کی یہ ترتیب
ٹھیرتی ہے۔(۱) اپنے شاگردوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور اُن کی حفاظت کرنا (۲) اپنی
موت اور جی اُٹھنے کی پیشینگوئی کرنا۔(۳) اپنے شاگردوں کو خدا کی حفاظت میں سپرد کرنا۔
(یوحنا ۱۷: ۲ سے ۱۶) (۴) اپنے مرجانے اور زندہ ہو کر آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد
اپنے شاگردو کی حفاظت سے بری الذمہ ٹھیرنا۔(۵) خداوند المسیح کی موت اور اللہ کیطرف
اُٹھائے جانے کے بعد اُس کے شاگردوں کا قیامت تک کفار پر غالب رہنا +

اب جائے غور ہے۔ کہ اگر اِن آیات کی تاویل بعید کرکے قرآن اور انجیل میں جس کا وہ اپنے
آپ کو مصدق قرار دیتا ہے مخالفت پیدا کی جائے۔ تو اس سے قرآن کی صداقت کا اعتبار کھو
دینے کی بجائے اور کچھ حاصل نہ ہوگا +

ساتویں فصل

آیت قرآنی اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ کی تشریح وتفہیم وکتب سماوی سے مطابقت کے بیان میں

سورہ نساء ۲۲۔ رکوع ۱۵۶۔ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ج
وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُم بِهِ مِنْ
عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ط وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا۔ ترجمہ۔ اور
بسبب کہنے اُن کے کہ تحقیق ہم نے مار ڈالا مسیح عیسٰے بیٹے مریم کے کو پیغمبر اللہ کا تھا۔ اور نہیں
مارا اُس کو۔ اور نہ سولی دی اُس کو۔ اور لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے اُن کے۔ اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف
کیا اُنہوں نے بیچ اُس کے البتہ بیچ شک کے ہیں۔ نہیں واسطے اُن کے ساتھ اُس کے کچھ
علم مگر پیروی کرنا گمان کا۔ اور نہ مارا اس کو بہ یقین۔ بلکہ اُٹھا لیا اُس کو اللہ نے طرف اپنی اور
ہے اللہ حکمت والا +

واضح ہو کہ اس آیت کی بے جا تاویل کرنیسے علماء محمدی نے۔ قرآن اور کتب سماوی کے

درمیان کہ جنکی قرآن بدرجہ اعلیٰ تصدیق کرتا اور اُنہیں من جانب اللہ بتاتا ہے۔ ایک تواریخی واقع یعنے خداوند المسیح کی موت اور جی اُٹھنے کی نسبت اختلاف پیدا کردیا ہے۔ لہذا ہم چند تفسیریں اِس آیت کی پیش کرکے اِس اختلاف کو دُور کرنا اور قرآن کو اُسکی مصدقہ کتب سماوی کے بیان سے مطابق وموافق بیان کرنے والا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ قرآن اپنا آپ مخالف ٹھیر کر وقعت سے نہ گر جائے +

پہلی تشریح۔ سید احمد خانصاحب کی تفسیر القرآن جلد دوم کے صفحہ ۴۵ پر لکھا ہے۔ "مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ" پہلے مَا سے نفس قتل کا سلب ہوتا ہے۔ اور دوسرے سے کمال صلیب کا۔" کیونکہ صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اُسی وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی حالانکہ صلیب پر موت (یعنے صلیب کے سبب) واقع نہیں ہوئی۔ "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" سے اور زیادہ تشریح اِس مطلب کی ہوتی ہے تشبیہ میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک مشبہ۔ ایک مشبہ بہ ایک وجہ تشبیہ۔ ایک مشبہ لہ۔ اِس آیت میں صرف دو چیزیں بیان ہوئی ہیں۔ ایک مشبہ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام تھے۔ دوسرے مشبہ لَهُمْ۔ جو یہودی تھے۔ جو درپے قتل حضرت مسیح تھے مشبہ بہ قرآن میں مذکور نہیں ہے۔ علمائے اسلام نے جب بعض عیسائی فرقوں کا یہ قول پایا۔ کہ شمعون یا یہوداہ صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ تو اُنہوں نے جھٹ قرآن کے معنے بدل دیئے اور یہوداہ یا شمعون کو مشبہ۔ اور حضرت عیسےٰ کو مشبہ بہ۔ اور یہوداہ یا شمعون کی تبدیل صورت کو وجہ تشبیہ قرار دیدیا۔ حالانکہ یہاں صرف مشبہ بہ محذوف ہے اور وہ "مَوْتیٰ" ہے۔ اور وجہ تشبیہ وہ حالت ہے جو حضرت عیسیٰ پر طاری ہوئی تھی جسکے سبب وہ مُردہ تصور ہوئے تھے۔ پس تقدیر آیت کی یہ ہے۔ کہ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ بِالْمَوْتیٰ۔ اس کی زیادہ تصریح اسی آیت کے اگلے لفظوں سے ہوتی ہے۔ جہاں خدا نے فرمایا ہے۔ کہ "جو لوگ اِس میں اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں ہیں اُن کو کچھ علم نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے" اور پھر اُس کے بعد تاکیداً اور یقیناً فرمایا کہ۔ "اُنہوں نے عیسےٰ کو قتل نہیں کیا۔" اور اِس مقام پر صلیب کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ صرف قتل کی نفی کی۔ اور اِس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اوپر جو صلیب کی نفی تھی اُس سے نفی قتل بالصلیب مراد تھی نہ مطلق صلیب کی +

دوسری تشریح مولوی محمد حسن صاحب امروہی۔ اپنی کتاب بزبان فارسی بنام التاویل المحکم فی متشابہ فصوص الحکم میں فرماتے ہیں۔ (دیکھو ینابیع الاسلام صفحہ ۸۶۔ فصل چہارم) "قرآن اس بارہ میں انجیل کے مخالف نہیں ہے بلکہ در اصل مسیح کا مصلوب ہونا اور وفات پانا برحق ہے۔ جب حضرت مسیح کو دار پر کھینچ دیا۔ آپ نے گو آپ نوجوان تھے اپنی خوشی سے اپنی جان خدا کو سونپ دی۔ کسی اور شخص نے اُن کو قتل نہیں کیا۔ کیونکہ دار کے اوپر لوگ بیس بائیس روز تک لٹکے ہوئے جیتے رہتے تھے۔ حضرت مسیح کے ساتھ دو چور بھی دار پر لٹکائے گئے تھے۔ اور چونکہ دوسری صبح کو سبت کا دن تھا۔ لوگوں نے چاہا کہ تینوں کو ہڈیاں توڑ کر مار ڈالیں کہ عید کے روز وہ لٹکے نہ رہ جائیں۔ پس اُنہوں نے دونوں چوروں کی ہڈیاں توڑ کر مار ڈالا۔ مگر جب مسیح کے پاس آئے تو اُن کو مُردہ پایا۔ تو بھی اُنہوں نے برچھی اُسکے پہلو میں ماری جس سے خون نکل پڑا۔ پس وہ لوگ بولے ہم نے اس کو مصلوب کیا۔ یعنے اس کی ہڈیاں توڑیں۔ کیونکہ لفظ مصلوب گو لفظ صَلب سے بھی نکلا ہے جسکے معنے دار ہیں۔ لیکن اس جگہ وہ لفظ لفظ صُلب سے ماخوذ ہے۔ جسکے معنے ہڈی نکالنا ہے۔ اسی لئے اصحاب صَلب سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہڈیاں نکال نکالکر جمع کیا کرتے ہیں۔ پس قرآن کے معنے یہ ہوئے کہ مسیح کو یہودیوں نے ہرگز قتل نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے اپنی جان خود دیدی تھی۔ اور نہ اُنہوں نے آپ کو صلب کیا۔ یعنے آپ کی ہڈیاں نہ نکالیں۔ لیکن آپ مصلوبوں یعنے ہڈیاں توڑے ہوؤں کے مشابہ بنگئے۔ آپ کو اُنہوں نے یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ آپ کو قبر میں رکھ دیا سبت کی شب کو۔ اور صبح ہوتے سبت ہوا اور اتوار کی رات آپ موافق بشارت کتب سابقہ۔ و موافق اپنی پیشینگوئی کے۔ باوجودیکہ پہرہ آپ کی قبر کی نگرانی کو مقرر ہوا تھا۔ اپنے حواریین پر ظاہر ہوئے۔ اس وجہ سے نصاریٰ کے درمیان اس معاملہ میں اختلاف پڑا۔ جن لوگوں نے مسیح کی حیات دائمی کا حال مجموعہ تورات میں پڑھا تھا۔ اُنہوں نے کہا۔ یہوداہ۔ مسیح کی صورت پر آگیا تھا۔ حالانکہ وہ مردود ایکدن قبل ہی پھانسی کھا کر مر چکا تھا۔ بعض نے کہا کہ مسیح کی رُوح زندہ ہے۔ اور جسم کی ہڈیاں توڑی گئیں۔ نصاریٰ کے اس قسم کے اختلاف کو خدا تعالےٰ قرآن میں رد فرماتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے مسیح کے معاملہ میں اس قسم کے اختلاف کئے ان کو کچھ علم نہیں ہے۔ بلکہ وہ لوگ

شک وشبہ میں مبتلا ہیں اور اٹکل پچو بات کہتے ہیں۔ قرآن مجید کے مفسرین بھی چونکہ ان مفصل واقعات سے واقف نہ تھے اُنہوں نے بھی عیسائیوں کے اس قول کو قبول کرلیا۔ جو قرآن کے اندر مردود ٹھیرایا گیا۔ یعنے یہ کہ یہوداہ مسیح کے عوض مارا گیا تھا...... قرآن کی آیت۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي۔ وَاِنِّي مُتَوَفِّيكَ۔ پس جب تو نے مجھ کو موت دی۔ اور اے عیسٰی درحقیقت میں تجھ کو موت دونگا۔ حضرت مسیح کی موت پر صریح دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی بیان انجیلوں میں آیا ہے۔ اور طلحہ بن علی کی روایت جو ابن عباس سے ہے۔ اور وھب کی روایت جو تفسیر معالم میں مذکور ہے۔ اس امر کی شاہد ہیں۔ بعد نزول سورہ نساء جس میں آیت مَا صَلَبُوهُ۔ وارد ہوئی حضرت حاطب بن بلتعہ (جو بدری صحابہ میں تھے) آنحضرت کے قاصد ہو کر مقوقس والی اسکندریہ کے پاس جو عیسائی تھا نامہ مبارک آنحضرت کو لے گئے مقوقس نے اُن سے یہ اعتراض کیا۔ کہ اگر تمہار اصاحب نبی ہے تو اُس نے کیوں خدا سے دُعا نہ کی۔ کہ اس کو مکہ سے ہجرت نہ کرنی پڑتی۔ اس پر حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عیسٰی بھی تو نبی تھے۔ اُنہوں نے کیوں دُعا نہ کی کہ دار پر کھینچے نہ جاتے۔ چنانچہ کتاب استیعاب سے مدارج النبوۃ میں نقل ہوا ہے۔ پس اب معلوم ہوا کہ آیت مَا صَلَبُوهُ میں صُلب پیش کے ساتھ ہے بمعنے ہڈی نکالنا۔ چنانچہ زبور کی پیشینگوئی اور نیز انجیل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ لفظ زبر کے ساتھ صَلب نہیں جس کے معنے دار ہیں +

تیسری تشریح۔ مولوی محمد چراغ الدین متوطن جموں کی کتاب منارۃ المسیح صفحہ ۷۰ کی فصل ثانی۔ رفع الی السماء سے نقل کرتے ہیں +

"پس جیسا کہ حضرت مسیح کی پیدایش اور بے لوث زندگی خارق عادت نمونہ ہے ایسا ہی آپ کا رفع الی السماء بھی ایک نشان ہے۔ جس کی وجہ سے اقوام اہل کتاب کے درمیان انواع واقسام کے اختلافات واقع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ یہود تو کہتے ہیں کہ آپ صلیب پر فوت ہوئے۔ اور مرنے والوں کی طرح خاک میں مل گئے۔ اور آسمان کی طرف آپکا رفع نہیں ہوا۔ نصارا کا عقیدہ ہے کہ آپ اپنی موت کے بعد تیسرے دن جی اُٹھے۔ اور چالیس روز دُنیا میں رہکر خدا کی طرف اُٹھائے گئے۔ اور اہل اسلام کا خیال ہے۔ کہ حضرت عیسٰی مصلوب ہی نہیں

ہوئے بلکہ آپ کی شبیہہ (صورت) پر ایک اور شخص صلیب دیا گیا۔ اور حضرت مسیح اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ جس کے ثبوت میں آیاتِ ذیل پیش کی جاتی ہیں +

سورۃ نساء آیت ۱۵۸-۱۵۷

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا - ترجمہ۔ اور کہنا اُن کا (یعنے یہود کا) تحقیق قتل کر دیا ہم نے مسیح عیسےٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول اللہ کہلاتا تھا۔ اور نہیں قتل کیا اُنہوں نے اُس کو اور نہ صلیب دیا اُس کو۔ لیکن اُن کو شبہ میں ڈالا گیا۔ اور تحقیق جن لوگوں نے اختلاف کیا۔ بیچ اس کے البتہ بیچ شک کے ہیں اس سے۔ اور نہیں اِن کو ساتھ اس کے کچھ علم۔ مگر پیروی کرتے ہیں گمان کی۔ اور نہیں قتل کیا اُس کو یقیناً۔ بلکہ اُٹھا لیا اُس کو خدا نے اپنی طرف اور تحقیق اللہ غالب حکمت والا ہے۔ سورۃ نساء رکوع ۲۲ +

سو اگرچہ بظاہر اس آیت کے معنے یہی معلوم ہوں کہ حضرت مسیح کو صلیب نہیں دیا۔ جس کی بنا پر تمام اہلِ اسلام میں یہ عقیدہ مسلّم اور مروّج چلا آ رہا ہے۔ لیکن اِن معنوں کو قبول کرنے سے مسلمانوں کی اعتقادی حالت پر چند نقص ایسے عائد ہوتے ہیں جنکی تلافی محال اور ناممکن ہے اور وہ یہ ہیں +

(۱) آیت متنازعہ فیہ میں۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔ کا فقرہ موجود ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا نے اُسکو اپنی طرف اُٹھا لیا۔ اور قرآن شریف اپنے دوسرے مقامات میں رَفع اِلَی اللہ کے لئے موت شرط ٹھیراتا ہے۔ جیسا فرمایا :-

(الف) کل نفس ذائقۃ الموت ثم الینا ترجعون۔ سورہ عنکبوت رکوع ۶۔ یعنے ہر ایک شخص موت کے بعد خدا کی طرف پھیرا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس آیت میں کل کی قید لگا کر سب پر اس قانون کو حاوی کر دیا۔ اور کسی نفس کو اس سے مستثنےٰ نہیں رکھا +

(ب) قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الیٰ ربکم ترجعون۔ سورہ سجدہ رکوع ۱۔ کہو قبض کرتا ہے تم کو فرشتہ موت کا جو مقرر کیا گیا ساتھ تمہارے۔ پھر طرف اپنے

کے پھیر لئے جاتے ہو تم +

(ج) تعرج الملائکۃ والروح الیہ۔ سورہ معارج رکوع ۱۔ یعنے خدا کی طرف فرشتے اور روح ہی چڑھتے ہیں۔ اس آیت شریفہ میں رفع الی اللہ کے لئے فرشتے اور روح ہی مخصوص کئے گئے ہیں یہاں تک تو خدا تعالےٰ کا عام قانون بیان ہوا۔ اب حضرت عیسےٰ کے حق میں سنیئے +

(د) یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ العمران رکوع ۶۔ اے عیسیٰ تحقیق میں وفات دینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھا لے جانے والا ہوں طرف اپنی +

(ہ) فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ سورہ مائدہ رکوع ۱۶۔ یہ حضرت عیسیٰ کا اقرار ہے۔ کہ جب تو نے مجھ کو وفات دی تو تو ہی انکا نگہبان تھا۔ پس جب حضرت عیسےٰ کا اسی خاکی عنصری جسم کا رفع مانا جاوے۔ جو وقت تولد ان کو حاصل ہوا تھا تو اس صورت میں ان تمام آیات کا انکار لازم آتا ہے +

(۲) حضرت مسیح کے حق میں انکار صلیب اور موت کے ساتھ رفع جسمانی کا عقیدہ یہود اور نصاریٰ کی چشم دید شہادت کے مخالف ہے جس سے ہم مخالفین کو اپنے مذہب پر مضحکہ اڑانے اور کلام اللہ کی تکذیب کرانے کا موقع دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر دو اقوام چشم دید شہادت کی بنا پر حضرت مسیح کی وفات کے قائل ہیں۔ علاوہ اس کے عہد عتیق اور جدید میں حضرت مسیح کی وفات کی بابت اس کثرت سے پیشینگوئیاں مذکور ہیں جن کا انکار دائرہ امکان سے خارج ہے +

(۳) حضرت عیسےٰ کی شبیہہ کے مصلوب ہونے کا عقیدہ بھی تین وجہ سے غلط ہے +

وجہ اول۔ اس بات کا کوئی عقلی ثبوت موجود نہیں کہ حضرت عیسےٰ کے عیوض کوئی اور شخص مصلوب ہوا +

وجہ دوم۔ ایک کافر مردود روح اللہ کی شبیہہ کیونکر ہو سکتا ہے اور اس پر کیا دلیل ہے +

وجہ سوم۔ بالفرض ہم مان بھی لیں کہ ایک یہودی کافر حضرت عیسےٰ کی صورت بنکر صلیب دیا گیا ہے۔ تو اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے۔ کہ اس نے سردار کاہن اور رؤسائے یہود کی مجلس میں یا ہیرودیس اور پلاطوس کے حضور میں اپنی بریت کے لئے یہ عذر کیوں پیش نہیں کیا۔ کہ میں عیسےٰ نہیں ہوں۔ کیا اسکی صورت بدل گئی۔ تو دل اور زبان اور حواس بھی بدل گئے تھے +

اناجیل میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے سردار کاہن اور پلاطوس کے حضور

بڑے زور سے اپنے دعوے کا اقرار کیا۔ کہ میں وہی مسیح ہوں جو تم کہتے ہو۔ دیکھو متی ۲۶: ۶۴-۱۷ ۱۱-مرقس ۱۴: ۶۲-۱۵: ۲-لوقا ۲۲: ۷۰-۲۳: ۳-یوحنا ۱۸: ۲۰و۳۷-بلکہ جب پلاطوس نے بڑے اصرار سے پوچھا کہ تُو بولتا نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میں اختیار رکھتا ہوں۔ اگر چاہوں تو تجھے صلیب دوں۔ اور اگر چاہوں تو چھوڑ دوں۔ تو آپ نے بڑے استقلال کے ساتھ یہی جواب دیا۔ کہ اگر تجھ کو اوپر سے نہ دیا جاتا تو مجھ پر تیرا کچھ اختیار نہ ہوتا۔ یوحنا ۱۹: ۱۰-۱۱ہاں اگر یہ کہا جائے۔ کہ اُسکی رُوحانیت بھی حضرت عیسٰی کی رُوحانیت سے بدل گئی تھی۔ اس لئے اُس نے وہی کہا جو حضرت مسیح کو کہنا چاہیئے تھا۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ پھر اس صورت میں وہ شخص بہمہ وجوہ مثیل عیسٰے ہو گیا۔ پھر ایک عیسٰے کے عیوض دوسرے کو صلیب دیا گیا معنے رکھتا ہے +

اب ہم آیت متنازعہ فیہ کی تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پس واضح ہو کہ ان آیات طیبات مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ۔ میں قتل اور صلیب کے فعل کی نفی نہیں۔ بلکہ اِسکے نتیجے کی نفی ہے۔ اِس طرح پر کہ یہودیوں کا باتباع توریت یہ خیال تھا کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جائے۔ وہ لعنتی ہوتا ہے اور کہ اس کا رفع نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اُنکے خیال کے ابطال میں فرمایا۔ کہ مسیح کا مقتول مصلوب ہونا اُن معنوں میں نہیں جیسا یہود خیال کر رہے ہیں۔ بلکہ خدا نے اُس کو اپنی طرف اُٹھا لیا ہے۔ یعنے اُس کا رفع جس سے یہود انکار کر رہے ہیں ہو گیا ہے۔ جس کو ہم بدلائل ذیل ثابت کرتے ہیں +

دلیل اوّل۔ خدا تعالےٰ نے یہودیوں کے اس قول کو کہ ہم نے عیسٰے ابن مریم کو قتل کر دیا ہے علت جرم قرار دیا ہے۔ جیسا فرمایا۔ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللهِ ط اور یہ بات تو از خود ظاہر ہے کہ صرف یہ کہنا۔ کہ ہم نے عیسٰے کو قتل کر دیا ہے۔ علت جُرم نہیں ہو سکتا۔ تا وقتیکہ اس کے اندر کوئی خاص وجہ نہ ہو۔ اور وہ وجہ یہ ہے کہ یہودیوں کا یہ اقرار کہ ہم نے عیسٰے کو قتل کر دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آپ کو جھوٹا لعنتی کہنا اور آپ کے رفع الی السما کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا۔ اور جو کاٹھ پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے اور جو لعنتی ہے اس کا رفع نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ یہودیوں کا یہ دعوٰی کہ ہم نے عیسٰے کو قتل کر دیا ہے آپ کے رفع الی السماء کے ابطال میں تھا جس پر نصاریٰ مصر ہیں۔ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ میں اگر فعل صلیب کی نفی موجود ہے۔ تو پھر شبہ کا امکان کیونکر پیدا ہو

سکتا ہے۔ کیونکہ جب آپ صلیب ہی نہیں دیئے گئے تو یہودیوں کو اُن کے مصلوب ہونیکا شبہ کیونکر ہوا
اس سے صاف ظاہر ہے کہ۔ مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ میں فعل صلیب کی نفی مراد نہیں۔ بلکہ نتیجہ کی
ہے جس سے یہودیوں کو یہ شبہ پیدا ہوا۔ کہ جب وہ (مسیح) صلیب پر کھینچا گیا ہے تو پھر اُس کا
رفع کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور یہودیوں کو ایسا شبہ پیدا ہونا فعل صلیب کا لازمی نتیجہ تھا۔ کیونکہ اُن
کے خیال میں حسب تعلیم توریت مصلوب مرفوع نہیں ہو سکتا تھا +

دلیل دوم۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْہُ فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ کے فقرہ میں تو صاف ہی فیصلہ کیا
گیا ہے نفی صلیب سے مراد نتیجہ ہے۔ اس وجہ سے کہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ جس بات میں
اُن لوگوں نے اختلاف کیا ہے اُسی امر میں وہ شک میں بھی ہیں۔ کیونکہ مِنْہُ کا ضمیر فِیْہِ کی طرف پھرتا ہے
اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہود نے کس امر میں اختلاف کیا۔ آیا فعل صلیب میں۔ یا نتیجہ میں۔ سو فعل صلیب
میں تو یہود کو کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ وہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ کہہ کر حضرت مسیح کے
مصلوب ہونے پر مسیحیوں کے ساتھ متفق ہیں۔ بلکہ اختلاف نتیجہ میں ہے۔ کیونکہ اُن کے نزدیک
مصلوب مرفوع نہیں ہو سکتا۔ پس اس دلیل سے بھی ثابت ہو گیا کہ نفی صلیب سے مراد نفی نتیجہ ہے +

دلیل سوم۔ وَمَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
کہ یہودیوں کو اس کا کوئی علم نہیں۔ مگر وہ گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیوں
کو کس چیز کا علم نہ تھا۔ آیا فعل صلیب کا یا نتیجہ کا؟ سو فعل صلیب کا تو بلاشبہ اُن کو علم تھا کیونکہ چشم
دید شہادت سے بڑھکر اور کوئی علم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس امر میں تو وہ عین الیقین کا درجہ رکھتے تھے۔
تو پھر ظن اور گمان کی پیروی کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کیا انہوں نے اپنے ہاتھ سے اُس کو صلیب پر نہیں
کھینچا؟ کیا وہ بڑے زور سے یہ دعویٰ نہیں کر رہے ہے۔ کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے۔ پھر ظن اور
گمان کے کیا معنے ہیں؟ پس جس چیز کا اُن کو علم نہیں اور جس امر میں وہ اپنے گمان کی پیروی کر
رہے ہیں وہ فعل صلیب نہیں۔ بلکہ اُس کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح کے عدم رفع کی بابت
اُن کے پاس کوئی کافی دلیل نہیں۔ صرف وہ تعلیم توریت کے مطابق گمان کر رہے ہیں۔ کہ مصلوب
مرفوع نہیں ہو سکتا +

دلیل چہارم۔ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللہُ اِلَیْہِ۔ کے فقرہ میں قتل کی نفی اور

رفع کا اثبات ہے۔ اور یہ اجتماع ضدین ہے۔ کیونکہ ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں۔ کہ رفع الی اللہ کے لئے موت شرط ہے۔ پس جب ایک طرف موت کی نفی۔ اور دوسری طرف رفع کا اثبات ہے تو یہ اجتماع ضدین کیونکر مانا جا سکتا ہے؟ بلکہ اس جگہ رُوحانی موت کی نفی اور رُوحانی رفع کا اثبات مذکور ہے +

دلیل پنجم۔ قران شریف میں اس واقع کا مذکور بطور شہادت ہے نہ بطور قصہ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ کے حق میں۔ مطھرک من الذین کفروا فرما کر یہ وعدہ کر دیا تھا کہ میں تجھ کو کافروں کے الزام سے پاک کروں گا۔ اور یہ بھی اظہر ہے کہ شہادت ہمیشہ متنازعہ فیہ امر میں ہوتی ہے۔ اور یہودیوں کا الزام حضرت مسیح کے رُوحانی رفع پر ہے نہ کہ جسمانی پر۔ کیونکہ اثبات نبوت کے لئے روحانی رفع شرط ہے نہ جسمانی۔ پس جس امر میں نزاع ہے۔ اُسی امر میں شہادت ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ یہودیوں کا الزام روحانی رفع پر ہو۔ اور خدا تعالےٰ اُس کے جسمانی رفع پر کہ جس میں کوئی جھگڑا نہیں گواہی دے۔ یہ سوال دیگر جواب دیگر کا مصداق ہو جاتا ہے۔ پھر ایسی لغو اور بے معنے شہادت کلام اللہ کی طرف کیونکر منسوب ہو سکتی ہر گز نہیں۔ پھر اگر فی الواقع خدا تعالےٰ نے آپ کے جسمانی رفع پر ہی شہادت دی تو پھر خدا نے حسب وعدہ حضرت مسیح کی یہودیوں کے اِس الزام سے کہ مسیح کا رفع نہیں ہوا کیونکر بریت ثابت کی۔ کیونکہ یہودیوں کا اعتراض تو رُوحانی رفع پر ہے اور خدا نے اُس کے جسمانی رفع پر شہادت دی جو بحث سے خارج ہے +

دلیل ششم۔ یہ امر بھی تنقیح طلب ہے۔ کہ حضرت مسیح کے رفع اور عدم رفع کی بابت یہود اور نصاریٰ کا جو اختلاف ہے۔ وہ جسمانی رفع پر ہے یا رُوحانی رفع پر۔ کیونکہ اگر نصاریٰ کا عقیدہ حضرت مسیح کے جسمانی رفع کی بابت ہوتا۔ تو یہودیوں کا انکار بھی جسمانی رفع سے مانا جاتا اور اس صورت میں قرآن شریف کی یہ شہادت کہ حضرت مسیح کا جسمانی رفع ہو گیا ہے۔ موزون ٹھیرتی۔ لیکن جب نصاریٰ کا یہ دعویٰ ہی نہیں۔ کہ حضرت مسیح کا جسمانی رفع ہوا۔ بلکہ وہ تو بڑے زور سے اس بات کے قائل ہیں۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو کر روحانی جلالی وجود میں اٹھائے گئے ہیں۔ تو پھر یہودیوں کا اختلاف جسمانی عنصری رفع کی بابت کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس امر کے نصاریٰ خود ہی قائل نہیں۔ اُس امر میں اختلاف کے کیا معنے ہیں۔ اور جب یہود

نصاریٰ کے درمیان مابہ النزاع صرف رُوحانی رفع ہے۔ تو پھر قرآن کی شہادت حضرت مسیح کے
جسمانی رفع کی بابت کس فائدہ پر مبنی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ آیت مَا قَتَلُوہُ وَمَا
صَلَبُوہُ میں فعل صلیب کی نفی نہیں بلکہ اُس کے نتیجہ کی ہے...... کیونکہ قرآن شریف نے بڑی
صفائی کے ساتھ اِس بات کا فیصلہ کر دیا۔ کہ حضرت مسیح بلا شبہ خدا تعالےٰ کے قانون عام۔ کُلُّ
نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ سے متاثر ہو کر۔ اور اس کے وعدہ۔ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ۔ کے مطابق
صلیب پر جاں بحق تسلیم ہوئے۔ جیسا کہ صریح طور پر اناجیل اربعہ میں موجود و مذکور ہے۔ اور
موت کے بعد تیسرے دن آپ کا فانی جسم جلالی سے مبدّل ہو کر۔ اور جیسا کہ آپ پہلے کَلِمَۃُ اللّٰہِ
اور رُوحُ اللّٰہ کی حیثیت سے دُنیا میں تشریف لائے تھے۔ ویسا ہی کَلِمَۃُ اللّٰہ کی صورت میں ہو کر
جی اُٹھے۔ اور حسب مذکور اناجیل چالیس روز دُنیا میں رہکر رَافِعُکَ اِلَیَّ۔ کے وعدے کے
مطابق۔ بَلْ رَفَعَ اللّٰہُ اِلَیْہِ کی تصدیق کے لئے خدا کی طرف اُٹھائے گئے۔ اور کُلُّ شَیْءٍ
یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ کے اصول کے مطابق خدا تعالےٰ کی محبوبیت اور وصالت کا درجہ حاصل کرکے۔
وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ کے مصداق ہوئے +

چوتھی تشریح۔ ایک مسیحی کی۔ اِس آیت مَا قَتَلُوہُ وَمَا صَلَبُوہُ۔ میں قرآن یہودیوں کی
سب سے بڑی شرارت کا بیان کرتا ہے۔ کہ جس پر وہ اکثر شیخی کیا کرتے۔ اور محمد صاحب کو کھجا کر
کہتے تھے۔ کہ ہم نے عیسےٰ بیٹے مریم کو جو رسول اللہ کہا تھا قتل کر ڈالا۔ سو ان کی اس شرارت طعن
اور شیخی کو رد کرنے کے لئے قرآن اُنہیں کہتا ہے۔ کہ تم المسیح رسول اللہ کو صلیب دینے والے
کون ہو۔ یہ تمہارا زعم باطل ہے۔ کہ گویا تم نے اپنی قدرت و اختیار سے المسیح کو قتل کرکے اُنکی
مسیحیت اور رسالت کی تردید کر دی۔ یہ تو بالکل غلط ہے۔ تمہیں تو مارنے کا کچھ اختیار نہ
تھا۔ یہ تو خدا کا کام تھا۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ یَا عِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ۔ اے عیسیٰ میں وفات
دینے والا ہوں تجھ کو۔ اور جیسا کہ عیسےٰ نے صعود السماء (یعنے بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ۔ بلکہ اٹھا
لیا اُس کو اللہ نے طرف اپنی) کے بعد خدا کے جواب میں کہا۔ کُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ
فِیْہِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ۔ تھا میں اوپر اُن کے شاہد جب تک
رہا میں بیچ اُن کے۔ پس جب وفات دی تو نے مجھکو (نہ یہودیوں نے) تھا تو ہی نگہبان

اوپر اُن کے۔ اور ایسا ہی پاک انجیل سے بھی ظاہر ہے۔ کہ خداوند المسیح کی موت خدا کے مقرری انتظام سے ہوئی۔ نہ کہ یہودیوں کے جبر و اختیار سے۔ یوحنا ۱۸: ۱۱ .... جو پیالہ باپ نے مجھ کو دیا کیا میں اُسے نہ پیوں۔ یوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸۔ باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے۔ کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھیر لوں۔ کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں۔ بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار ہے۔ اور اُس کے پھیر لینے کا بھی اختیار ہے۔ یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا۔ متی ۲۶: ۵۳ و ۵۴۔ آیا تو نہیں سمجھتا۔ کہ میں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کر دے گا۔ مگر وہ نوشتے کہ یوں ہی ہونا ضرور ہے کیونکر پورے ہونگے۔ یوحنا ۱۹: ۱۰ و ۱۱۔ پس پلاطوس نے اُس سے کہا تو مجھ سے بولتا نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ مجھے تیرے چھوڑ دینے کا بھی اختیار ہے۔ اور صلیب دینے کا بھی اختیار ہے۔ یسوع نے اُسے جواب دیا۔ کہ اگر تجھے اوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا +

اور ظاہر ہے کہ یہودیوں نے خود قتل کرنے کا اختیار نہ رکھنے کے سبب خداوند المسیح کو رومی حاکم پلاطوس کے حوالہ کیا تھا۔ (یوحنا ۱۸: ۳۱-۱۹: ۶) اگر اُس وقت یہودی قتل کرنے کا اختیار رکھتے ہوتے تو وہ اُسے از روئے شریعت سنگسار کرتے۔ احبار ۲۴: ۱۶۔ نہ کہ وہ اُسے مصلوب کرتے۔ کیونکہ صلیب پر قتل کرنا تو رومیوں کا دستور تھا نہ کہ یہودیوں کا۔ سو خداوند یسوع المسیح خدا کے مقررہ انتظام اور ازلی علم کے موافق (اعمال ۲: ۲۳) رومی حاکم پلاطوس کے حکم سے صلیب پر۔ رومی سپاہیوں کے ہاتھ سے برخلاف شریعت یہود قتل کیا گیا تھا۔ اس لئے یہودیوں کا محمد صاحب کے روبرو اس واقع کے چھ سو برسوں کے بعد شیخی مار کر کہنا اور فخر کرنا۔ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ۔ تحقیق ہم نے مار ڈالا المسیح عیسےٰ بیٹے مریم کو پیغمبر اللہ کا تھا۔ بالکل باطل تھا۔ کیونکہ حقیقت میں تو اُنہوں نے اُسے اپنے ہاتھوں سے قتل نہیں کیا اور نہ صلیب دی۔ اگر یہودی المسیح کو قتل کرتے تو وہ اُسے سنگسار کرتے۔ نہ کہ صلیب پر مار ڈالتے۔ البتہ رومیوں نے خدا کے اختیار دینے سے المسیح عیسےٰ بیٹے مریم کو صلیب دی اور قتل کر ڈالا تھا۔ مگر وہ

بے سمجھ یہودی اپنے زعم باطل سے وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ۔ شبہ میں پڑ گئے تھے۔ کہ ہم ہی نے اُسے صلیب دی اور قتل کر ڈالا حالانکہ یہ زعم اُن کا باطل ویبے جا تھا۔ کیونکہ وہ براہ راست خود تو اُسے نہ صلیب دینے والے تھے اور نہ قتل کرنے والے۔ اِس لئے قرآن اُن کے شبہ کو رفع کرتا ہے۔ اور اگر الفاظ شُبِّہَ لَھُمْ سے تبدیل صورت کا خیال کسی کے دامنگیر ہو تو اسکی نسبت یہ ملحوظ خاطر رہے۔ کہ زمانہ قدیم میں باسی لائی دس اور مارکیوں نام مسیحی بدعتیوں کے پیرو جو محمد صاحب کے وقت عرب میں تھے وہ یہ خیال کرتے تھے۔ کہ المسیح۔ صوری شکل میں بعمر ۱۵ سال آسمان سے آکر ظاہر ہو گیا تھا۔ نہ تو وہ مریم سے پیدا ہوا۔ اور نہ حقیقی انسان تھا۔ اس لئے وہ صلیب پر نہیں مارا گیا بلکہ وہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ اور نہ المسیح کی صورت یہوداہ پر ڈالی گئی تھی۔ اور المسیح کی بجائے یہوداہ ہی صلیب پر مارا گیا تھا۔ (دیکھو تواریخ کلیسیا) جو صریح باطل ہے۔ کیونکہ یہوداہ تو الگ المسیح کے صلیب پر مارے جانے سے پہلے پھانسی کھا کر مر گیا تھا۔ متی ۲۷: ۳ سے ۱۰۔ اس لئے قرآن باسی لائی دس و مارکیوں کے پیروؤں کے خیال باطل کو دُور کرنے کے لئے بھی کہتا ہے۔ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ۔ اور لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے اُن کے۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ المسیح مریم کا بیٹا حقیقی انسان تھا جو کھاتا اور پیتا تھا اور رومی حاکم کے حکم سے صلیب پر مار ڈالا گیا ✦

وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔ ترجمہ اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا اُنہوں نے بیچ اُس کے البتہ بیچ شک کے ہیں نہیں واسطے اُنکے ساتھ اُس کے کچھ علم مگر پیروی کرنا گمان کا یعنے باسی لائی دس اور مارکیوں۔ مسیحی بدعتیوں و یہودیوں میں جو یہ اختلاف ہے۔ کہ بدعتی تو یہوداہ کے مارے جانے کا خیال کرتے اور یہودی خود ہی کو حقیقی مسیح کو قتل کرنے والا اقرار دیتے۔ دونوں فریق اپنے اپنے گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ یعنے یہوداہ کا المسیح کی جگہ مارا جانا۔ اور یہود کا یہ کہنا بھی کہ ہم ہی نے المسیح کو مار ڈالا صریح جھوٹ ہے۔ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا۔ اور نہ مارا اُس کو بہ یقین۔ یعنے یہود فخر کرنیوالوں نے المسیح کو نہیں مارا۔ بلکہ المسیح کو تو رومیوں نے صلیب دیکر مار ڈالا تھا پس قرآن یہودیوں کے قول اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ۔ ہم نے مار ڈالا المسیح کو۔ اور مسیحی بدعتیوں کے اس

وہم کو کہ یہوداہ اُس کی جگہ قتل کیا گیا اور المسیح نہیں مارا گیا۔ دونوں فریق کے باہمی اختلاف کو دکھا کر کہتا ہے یہ دونوں بے علم ہیں اور اپنے اپنے گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ پس ثابت ہے کہ خداوند المسیح کے صلیب پر مر جانے میں انجیل و قرآن میں اتفاق ہے۔ اور محمدی علما کا اس سے انکار کرنا محض بے جا و باطل ہے +

آٹھویں فصل

خداوند المسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھ کر آسمان پر جانے اور علم قیامت ہونے کے بیان میں۔

واضح ہو کہ یہ بھی اُن کفر گو شیخی باز یہودیوں سے نہیں ہو سکا کہ وہ المسیح زندگی کے مالک کو موت کے قبضے و قبر کے قید خانہ میں قید رکھ کر المسیح کی رسالت و مسیحیت کے کاموں اور دعوؤں کو پورا نہ ہونے دیں۔ کیونکہ جیسا خداوند المسیح نے فرمایا تھا کہ میں مُردوں میں سے جی اُٹھوں گا۔ متی ۲۰: ۱۹۔ مرقس ۸: ۳۱ و ۹: ۳۱ و ۱۰: ۳۴۔ لوقا ۹: ۲۲ و ۱۸: ۳۳ و ۲۴: ۴۶ اور قرآن میں بھی المسیح نے اپنے حق میں یہی فرمایا ہے۔ یَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔ ترجمہ جسدن مرونگا میں اور جسدن اُٹھوں گا میں زندہ ہو کر۔ سو خداوند المسیح اپنی پیشینگوئی کے موافق صلیب پر مر جانے کے بعد۔ یعنے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ۔ ترجمہ سب جانیں ذائقہ موت کا چکھینگی گو اپنے پر صادق لا کر مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ متی ۲۸: ۶ و ۷۔ مرقس ۶: ۶ و ۷۔ لوقا ۲۴: ۵ سے ۸ چنانچہ قرآن کی آیت۔ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ ترجمہ فوت کرنے والا ہوں تجھ کو۔ اور اُٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی۔ اور پاک کرنیوالا ہوں تجھ کو اُن لوگوں سے کہ کافر ہوئے۔ کا مصداق ٹھہر کر بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ۔ ترجمہ۔ بلکہ اٹھا لیا اُس کو اللہ نے طرف اپنی۔ یعنے المسیح صعود فرما کر خدا کے پاس بعد موت اور جی اُٹھنے کے جا پہنچا۔ مرقس ۱۶: ۱۹۔ لوقا ۲۴: ۵۱۔ اعمال ۱: ۲ و ۹۔ اتمتھیس ۳: ۱۶۔ اور تب سے خداوند المسیح کی پیروی کرنے والوں کا غلبہ کفار پر۔ بلکہ ہر ایک غالب پر شروع ہوا جو قیامت

تک رہے گا۔ یوحنا ۱۶: ۳۳۔ رومی ۸: ۳۷۔ ۱ قرنتی ۱۵: ۵۷۔ ۱ یوحنا ۴: ۴ و ۵۔ مکاشفات ۱۲: ۱۱۔ کہ جس کا بیان قرآن نے بھی کر دیا ہے۔ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ ترجمہ اور کرنے والا ہوں لوگوں کو کہ پیروی کریں گے تیری اوپر اُن لوگوں کے کہ کافر ہوئے دن قیامت تک۔ پس ظاہر ہے کہ خداوند المسیح کے صلیب پر قتل کئے جانے سے اس کی رسالت و مسیحیت کے کاموں میں کچھ زوال نہیں آیا۔ بلکہ آگے کی نسبت اُس کا جلال زیادہ ظاہر ہوا۔ اور اُسکے مخالف کفار پس پا بے بس اور مغلوب نظر آتے ہیں +

اور چونکہ خداوند المسیح مُردوں میں سے جی اُٹھ کر ابدالآباد زندہ ہے۔ اس لئے وہ قیامت مُردگان کے پختہ ثبوت کے لئے بموجب انجیل و قرآن علم قیامت یعنے خود قیامت ٹھہر کر موجود ہے۔ یوحنا ۱۱: ۲۵۔ یسوع نے اُس سے کہا۔ قیامت اور زندگی تو میں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہیگا۔ ۱ قرنتی ۱۵: ۱۲ و ۱۳ و ۲۰ +

پس جب مسیح کی منادی کی جاتی ہے کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا تو تم میں سے بعض کس طرح کہتے ہیں کہ مُردوں کی قیامت ہے ہی نہیں۔ اگر مُردوں کی قیامت نہیں تو مسیح بھی نہیں جی اُٹھا۔ لیکن فی الواقع مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور جو سو گئے اُن میں سے پہلا پھل ہوا۔ پس چونکہ خداوند المسیح کا جی اُٹھنا۔ روحانی۔ جلالی۔ اور ابدی وجود میں ہوا ہے اس لئے وہ دُنیا کے آخر تک علم قیامت ہے۔ تاکہ اُن لوگوں پر جو قیامت کے منکر ہیں حجت ہو۔ چنانچہ قرآن بھی پاک انجیل سے متفق ہو کر اس امر پر یوں شہادت دیتا ہے +

سورہ زخرف ۶ رکوع ۱۶۔ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ ترجمہ۔ اور تحقیق وہ (عیسٰے) البتہ علم قیامت کا ہے۔ پس مت شک لاؤ ساتھ اُس کے (یعنے عیسیٰ کے علم قیامت ہونے میں شک نہ کرو) اور پیروی کرو میری یہ ہے راہ سیدھی +

اوّل۔ لفظ عِلم کے معنے جو مترجمین قرآن نے علامت کئے ہیں بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ علَم کے معنے کسی لغت میں علامت نہیں آئے۔ پس قرآن میں تو صاف عِلم لکھا ہے کہ جس کے معنے جاننے کے ہیں نہ کہ علامت کے کیونکہ علامت تو کسی دوسری چیز کی ہوا کرتی ہے وہ خود تو اصل چیز نہیں ہوتی۔ اور یہاں قرآن عیسےٰ ہی کو عِلم کہتا ہے نہ کسی دوسری چیز کو۔ پھر لفظ علَم بھی نہیں کہ جس کے معنے جھنڈا ہیں۔ لیکن اگر قرآن میں بجائے عِلم کے لفظ عَلَم بمعنے جھنڈا ہوتا تو وہ بھی اصل چیز پر دلالت کرتا نہ کسی دیگر چیز کی علامت ہونے پر۔ پس جبکہ قرآن میں صاف عِلم لکھا ہے نہ عَلَم تو بموجب قرآن المسیح وہ شخص ہے جو مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب سے خود علم قیامت ہے نہ کہ علامتِ قیامت +

دوم۔ اگرچہ بعض تفاسیر قرآن میں اس کے اصطلاحی اور لغوی معنے کی موافقت میں بے جا کوشش کی گئی جیسے کہ اُنہوں نے یہ بتایا کہ عِلْم مَا یُعْلَمُ بِہٖ (یعنے علم وہ ہے جس کے ساتھ جانا جاتا ہے) کے معنے میں مجازاً مستعمل ہوا ہے۔ اور اس سے نزولِ عیسےٰ مُراد ہے۔ کہ جس کا ذرا سا اشارہ تک بھی آیت مذکورہ قرآن میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے علم سے نزول عیسےٰ تصوّر کر لینا بالکل بے جا ان کا خیال خام ہے۔ بالفرض اگر مان لیا جائے کہ عِلْم مَا یُعْلَمُ بِہٖ کے معنے میں مستعمل ہوا ہے تو بھی اُس سے معنے نزول عیسےٰ کے نہیں نکلتے بلکہ یہ کہ عیسےٰ ہی وہ عِلم قیامت ہے جس میں قیامت جانی جاتی یا ثابت ہوتی ہے۔ پس ثابت ہے کہ بموجب قرآن المسیح وہ شخص ہے جو خود علم قیامت ہے یعنے مردوں میں سے جی اُٹھا ہوا شخص +

سوم۔ لَعِلْمٌ کے لام اور لفظ اِنَّ سے تاکید اور خصوصیت پائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں معانی کے قاعدہ سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے کہ جس سے شک و تردّد وغیرہ کا پورا انسداد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لکھا ہوا ہے کہ اِنَّ مخاطب کے انکار اور شک کو زائل کرتا ہے اور لام مفتوحہ سے اس کی زیادہ توضیح ہو گئی ہے۔ پھر بلاواسطہ ساتھ ہی قیامت کے لئے عیسےٰ کو عِلْم کہنا اور بھی زیادہ لطف رکھتا ہے۔ پس وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ۔ اور تحقیق وہ (عیسےٰ) عِلم قیامت کا ہے۔ جملہ خبریہ ہے۔ کہ جس میں شک لانا منع کیا گیا ہے۔

اور لام اور اِنَّ سے ازحد خصوصیت و تاکید پائی جاتی ہے۔ کہ جس سے بذات خود عیسیٰ مسیح عین قیامت ہی ثابت ہو کر بلاشک پیش کیا جاتا ہے تاکہ منکران پر حجت ثابت ہو۔ پس خصوصیت و تاکید سے ثابت ہے کہ یہاں قرآن نے عیسےٰ کے نزول کو علم قیامت نہیں کہا مگر خود عیسےٰ ہی کو بسبب مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے علم قیامت خصوصیت کے ساتھ کہا ہے +

چہارم۔ لفظ لِلسَّاعَةِ بمعنے خاص قیامت صرف اسی جگہ ایک ہی دفعہ قرآن میں آیا ہے جو عام قیامت سے اس قیامت کو الگ کرتا ہے۔ کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ عیسےٰ ایک خاص قیامت ہے جو اُس عام قیامت کو خود مُردوں میں سے زندہ ہو کر ثابت کر رہا ہے۔ اِس لئے وہی عیسےٰ علم قیامت ہے۔ نہ کہ اُس کا نزول +

پنجم۔ جملہ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا۔ پس مت شک لاؤ بیچ اُس کے۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ عیسےٰ کے علم قیامت یعنے جی اُٹھنے میں شک نہ لاؤ اور ایسا ہی اُس پشینگوئی میں بھی کہا گیا جو عیسےٰ نے اپنے مرجانے اور جی اُٹھنے کی نسبت قرآن میں فرمائی ہے۔ دیکھو سورہ مریم ۲ رکوع ۳۵ و ۳۶۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا۔ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ۔ ترجمہ۔ اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جسدن مروں اور جسدن اُٹھ کھڑا ہوں جی کر۔ یہ ہے عیسےٰ مریم کا بیٹا۔ سچی بات جس میں لوگ شک کرتے ہیں +

اب جائے غور ہے۔ کہ قرآن پھر اُنہیں الفاظ کو استعمال فرما کے لوگوں کو اِس امر میں شک کرنے سے اِس طرح منع کرتا ہے۔ سورہ زخرف ۶ رکوع ۶۱۔ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا۔ ترجمہ اور وہ (عیسےٰ) علم قیامت ہے پس مت شک لاؤ بیچ اُس کے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ جن امور میں لوگ عیسےٰ کی نسبت شک کرتے تھے یعنے عیسےٰ کی موت اور جی اُٹھنے میں اُنہیں میں اُن کو شک کرنے سے روکنا اور اُنکے شک کو دُور کرنا مقصود تھا نہ کہ دیگر امور میں۔ لہٰذا یہ جملہ مذکور عیسےٰ کی موت اور جی اُٹھنے کی نسبت شک و شبہ کرنے کو منع فرما کر نہایت تاکید سے اُس کے مرنے و جی اُٹھنے کے سبب اُسکے علم قیامت ہونے کو ثابت کرتا ہے نہ کہ اُس کے نزول کے شک کو کہ جسکی نسبت لوگوں کے

شک کرنے کا یہاں بیان ہی نہیں ہوا۔ پس مندرجہ بالا آیت میں علمی قواعد کو ملحوظ رکھنے سے المسیح کا مر کر جی اُٹھنا خاص قیامت بتایا گیا ہے۔ نہ یہ کہ جیسا محمدی علما نے خیال کیا ہے۔ کہ مسیح کا نازل ہونا قیامت کی علامت ہے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ یوحنا ۱۱: ۲۵ میں جو خداوند المسیح نے یہ کہہ کر دعوےٰ کیا۔ کہ قیامت اور زندگی میں ہوں یعنے مظہر اور اصل سبب قیامت کا میں ہوں۔ وہ ہی کچھ انجیل کے موافق قرآن سے بھی ثابت ہے۔ پس جبکہ عیسےٰ موت کے بعد جی اُٹھا ہوا شخص موجود ہے تو قیامتِ عام کا ہونا جو اپنے وقت پر ہوگی بالکل یقینی ہے اس لئے ضرور ہی اُس کو ماننا لازم ہے ؏

اب جائے غور ہے۔ کہ اگر خداوند المسیح مر نہیں چکا یا موت کے بعد وہ جی نہیں اُٹھا تو وہ بموجب قرآن علمِ قیامت ہی کیونکر ٹھیرا۔ کیونکہ نہ تو کوئی زندہ اور نہ مُردہ علمِ قیامت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا علمِ قیامت تو وہی ہو سکتا ہے۔ جو موت کے قبضے سے چھوٹ کر یعنے مُردوں میں سے زندہ ہو کر ابدالآباد اپنے آپ کو زندہ ثابت کرے۔ جیسا کہ خداوند المسیح نے اپنے آپ کو بار بار دکھانے سے زندہ ثابت کیا۔ مرقس ۱۶: ۹۔ یوحنا ۲۰: ۱۶۔ متی ۲۸: ۹۔ لوقا ۲۴: ۳۴۔ اقرنتی ۱۵: ۵۔ لوقا ۲۴: ۱۳ سے ۳۳۔ ۳۶ سے ۴۸۔ یوحنا ۲۰: ۱۹ سے ۲۳۔ ۲۰: ۷ سے ۱۴۔ متی ۲۸: ۱۶۔ اقرنتی ۱۵: ۶ و ۷۔ اعمال ۱: ۴ سے ۱۱۔ ۹: ۳ سے ۷۔ ۲۲: ۶۔ ۲۶: ۱۲۔ اقرنتی ۱۵: ۸۔ اعمال ۷: ۵۵۔ مکاشفات ۱: ۱۳ سے ۱۹۔ چنانچہ اُس نے اپنے آپ کو رُوح القدس کے بخشنے اور بڑے مخالف شاؤل کو اپنا مطیع کرنے کے لئے اپنے آپ کو دکھایا اور اپنے پیرؤں کو فتحیاب کرنے۔ اور کلیسیا کی افزایش اور پاک انجیل کے ہر جگہ سنائے جانے و کامیاب کرنے سے ہر زمانہ میں اپنے آپ کو زندہ ثابت کرتا رہا ہے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ خداوند المسیح کے صلیبی موت سے مر جانے کے سبب اسکے رتبہ و شان میں کچھ فرق نہیں آیا۔ فلپی ۲: ۶ سے ۱۱۔ اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا۔ خدا کے برابر ہونے کو قبضے میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی۔ اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا۔ اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اسی واسطے خدا نے بھی اُسے

بہت سربلند کیا۔ اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے علیٰ ہے تا کہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹکے۔ خواہ آسمانیوں کا ہو۔ خواہ زمینوں کا۔ خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے۔ کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔ اور اسی طرح قرآن بھی خداوند المسیح کے حق میں کہتا ہے کہ اُس نے کلمۃ اللہ و روح اللہ ہو کر مریم بتولہ سے جسم اختیار کیا۔ (دیکھو سورہ العمران ۴ رکوع ۳۹۔ سورہ نساء ۲۳ رکوع ۱۶۹۔) اور رسول اللہ اور عبد اللہ بن گیا۔ (سورہ نساء ۲۴ رکوع ۱۷۔ سورہ زخرف ۶ رکوع ۵۷ سے ۵۹۔) اور وہ مر گیا۔ اور جی اُٹھا۔ (سورہ مریم ۲ رکوع ۳۵ و ۳۶۔ العمران ۶ رکوع ۴۸۔ مائدہ ۱۶ رکوع ۱۱۷۔) اور بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ۔ اُٹھا لیا اُس کو اللہ نے طرف اپنی اور العمران ۵ رکوع ۴۵۔ کے بموجب وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ مرتبے والا ہے دنیا میں اور آخرت میں اور مقربین میں۔ پس ظاہر ہے کہ اگر خداوند المسیح موت کے قبضے میں مثل دیگر مُردگان کے رہتا تو اُس کا رُتبہ ہی کیا رہتا وہ تو خاک ہی میں رل جانے سے کفار کے برابر ہی ہو جاتا۔

اور اگر وہ جی نہ اُٹھتا تو اُس کے پیرو قیامت تک کس طرح غالب آسکتے۔ اور اُس کا رُتبہ ہی ہر ایک مخلوق پر ہر زمانہ میں ابد الآباد کیونکہ بلند و بالا رہتا۔ پس کوئی مخلوق المسیح کے مساوی نہیں ہے۔ مکاشفات ۱: ۱۷ و ۱۸۔ اور اُس نے (یعنے المسیح نے) یہ کہہ کر مجھ پر اپنا دہنا ہاتھ رکھا اور کہا کہ خوف نہ کر۔ میں اوّل اور آخر۔ اور زندہ ہوں۔ میں مر گیا تھا۔ اور دیکھ ابد الآباد زندہ رہونگا۔ موت اور عالم ارواح کی کنجیاں میرے پاس ہیں۔

بالفرض اگر مانا جائے کہ محمدی علما کا خیال۔ جو چشم دید اور تواریخی گواہی۔ اور کتب انبیا اور انجیل کے برخلاف ہے درست ہو کہ المسیح قتل نہیں کیا گیا۔ اور نہ صلیب پر مرا۔ اور نہ جی اُٹھا۔ تو قرآن کیونکہ سچی کتاب مانا جا سکتا ہے۔ جو ایسی بڑی صداقتوں کے برخلاف بیان کرے۔ اور پھر جنکی خود تصدیق کرے اُنہیں کے برخلاف بھی کہے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ محمدیوں کی تاویلیں تو نہ صرف صداقتوں کا انکار کرتیں۔ بلکہ قرآن کو بھی اعتبار سے گرا دیتی ہیں۔ اسلئے وہ قبولیت کے لائق نہیں۔

سو واضح ہو کہ اگر خداوند المسیح مُردوں میں سے جی نہیں اُٹھا تو المسیح علم قیامت نہیں

ٹھیر سکتا۔ نہ صرف یہ بلکہ تمام انبیاء و رسول کہ جنھوں نے المسیح کی موت اور جی اُٹھنے کی خبر دی۔ اور خود المسیح کہ جس نے اپنے قتل کئے جانے اور جی اُٹھنے کی بار بار خبر دی۔ اور حواریوں کی چشم دید گواہی اور دعویٰ۔ صرف جھوٹا ہی نہیں بلکہ نعوذ باللہ۔ ان سبھوں نے خلق اللہ کو اِس امر میں دھوکا دیا۔ اور نیز قرآن کا المسیح کے حواریوں کو۔ انصار اللہ یعنے خدا کے مددگار۔ صاحب وحی۔ اور رسول اللہ کہنا۔ اور کتب انبیاء و انجیل کا مصدق و محافظ ہونیکا دعویٰ کرنا بالکل غلط و باطل ٹھیرا۔ اب اس امر میں ناظرین ہذا خود انصاف فرماکر فیصلہ دیں کہ صداقت کس طرف ہے۔ اور کیونکر ہم ایک بدیہی علم قیامت کا انکار کرکے منکرانِ قیامت پر حجت ثابت کرسکتے ہیں +

نویں فصل

خداوند المسیح کے آسمانی تخت پر بیٹھنے۔ آسمان سے واپس آنے۔ دجّال وغیرہ پر فتح پانے۔ مُردوں کو جلانے و آخری عدالت کرنے کے بیان میں۔

واضح ہو کہ صحف انبیاء۔ پاک انجیل۔ قرآن۔ اور احادیث سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا۔ کہ خداوند المسیح مرگیا۔ جی اُٹھا۔ اور آسمان پر صعود فرماکر۔ تحلیل و تغیر سے مبرہ۔ و علم قیامت ٹھیر کر ابدالآباد زندہ ہے۔ بلکہ یہ بھی۔ کہ وہ حاکم عادل ہوکر۔ دین حق کو غلبہ دینے۔ اور دجّال پر فتح پانے۔ اور تمام مُردگان کو اپنی آواز سے جلانے۔ آخری عدالت کرنے۔ اور سزا و جزا دینے کے لئے۔ لاکھوں لاکھ مقدسوں و فرشتوں کے ساتھ آسمان سے واپس آنے والا ہے۔ اور سب مومنین مسیحی و محمدی اُس کی آمد ثانی کے انتظار میں ہیں۔ اور اسی سبب سے کئی ایک جھوٹے مسیح بموجب پیشینگوئی متی ۲۴: ۱۷ سے ۳۱۔ مثل برکوکب جو دوسری صدی میں ہوا۔ اور سترھویں صدی کے سبتی سیوی۔ اور اُنھارھویں صدی کے مرزا غلام احمد کادیانی نے جھوٹا دعویٰ المسیح ہونے کا کیا۔ تاکہ وہ آنیوالے المسیح کے بجائے مسیح مانے جائیں۔ پس اگر حقیقی المسیح کے آنے کا وعدہ نہ ہوتا۔ تو یہ لوگ کبھی مسیح موعود ہونے کا دعوے نہ کرتے۔ لہٰذا اب ہم اُن وعدوں کو

جو خداوند المسیح کی آمد ثانی کی نسبت کیئے گئے ہیں۔ بائیبل۔ اور قرآن و حدیث سے پیش کرتے ہیں

تاکہ ناظرین صداقت کو اختیار کریں +

اوّل۔ خداوند المسیح کے آسمانی تخت پر بیٹھنے کے باب میں +

(الف) مزمور ۱۱۰: ۱۔ خداوند نے میرے خداوند کو فرمایا تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی بناؤں۔ مرقس ۱۶: ۱۹۔ غرض خداوند یسوع اُن سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اُٹھایا گیا۔ اور خدا کی دہنی طرف بیٹھ گیا +

مکاشفات ۳: ۲۱۔ جو غالب آئے ہیں اُسے اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھاؤں گا۔ جس طرح میں غالب آکر اپنے باپ کے ساتھ اُس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ مکاشفات ۱۹: ۴۔ اور چوبیس بزرگوں اور چاروں جانداروں نے گر کر خدا کو سجدہ کیا جو تخت پر بیٹھا تھا۔ اور کہا آمین ہَلِلُّویاہ۔ اعمال ۷: ۵۵ و ۵۶۔ مگر اُس نے رُوح القدس سے معمور ہو کر آسمان کی طرف غور سے نظر کی اور خدا کا جلال اور یسوع کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھ کر۔ کہا کہ دیکھو میں آسمان کو کھلا ہوا اور ابن آدم کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھتا ہوں۔ سورہ طٰہٰ ۱ رکوع ۴۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔ ترجمہ رحمٰن نے اوپر عرش کے قرار پکڑا۔ سورہ فرقان ۵ رکوع ۵۶۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ج اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا۔ ترجمہ۔ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ درمیان اُن کے ہے بیچ چھ دن کے۔ پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے وہ رحمٰن ہے پس سوال کر اُس کو خبرداری سے۔ سورہ توبہ ۶ رکوع ۱۳۰۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ ترجمہ۔ پس اگر پھر جاویں پس کہہ کفایت ہے مجھ کو اللہ نہیں معبود مگر وہ اوپر اُس کے توکل کیا میں نے اور وہ ہے پروردگار تخت بڑے کا +

(ب) حزقیئل۔ ۱: ۴ و ۵ و ۱۵ و ۲۰ و ۲۲۔ اور میں نے نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُتر سے ایک گردباد اُٹھی ایک بڑی گھٹا اور ایک آگ جسکی لوئیں آپس میں لپٹی جاتی تھیں اور اُس کے گرد روشنی چمکتی تھی اور اُس کے بیچ میں سے یعنے اُس آگ میں سے صیقل کیئے ہوئے پیتل کی صورت جلوہ گر ہوئی۔ اور اُس کے بیچ سے چار جانداروں کی ایک شبیہ نظر آئی اور اُن کی شکل یہ تھی

کہ وہ انسان سے مشابہ تھے۔ سو جب میں اُن جانداروں کو دیکھ رہا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ اُن جانداروں کے پاس ایک ایک پہیا چار منہ رکھتا ہوا زمین پر ہے۔ جب وہ جاندار چلتے تھے پہیئے اُن کے ساتھ چلتے تھے اور جب وہ جاندار زمین سے اُٹھائے جاتے تھے پہیئے بھی اُٹھائے جاتے تھے۔ جہاں کہیں رُوح جانے والی تھی وہ جاتے تھے جدھر رُوح جانے پر تھی اور پہیئے اُنکے ساتھ اُٹھائے جاتے تھے کیونکہ جاندار کی رُوح پہیوں میں تھی۔ اور اُس فضا کی صورت جو اُن جانداروں کے سروں کے اوپر تھا ایسی تھی جیسا دہشت انگیز بلور کا جلوہ ہوتا وہ اُنکے سروں کے اوپر پھیلا تھا۔ ۱۰ : ۱۔ تب میں نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ اُس فضا پر جو کروبیوں کے سر کے اوپر تھا ایک چیز ایسی دکھائی دی جیسا نیلم کا پتھر ہوتا ہے اور اُس کی صورت تخت کی سی تھی۔ ۱ : ۲۶ سے ۲۸۔ اور اُس فضا سے اونچے پر جو اُن کے سروں کے اوپر تھا تخت کی صورت تھی اور اُس کی نمود نیلم کے پتھر کی سی تھی۔ اور اُس تخت نما صورت پر کسی انسان کی سی شبیہ اُس کے اونچے پر نظر آئی۔ اور میں نے اُس کی کمر سے لے کے اوپر بلندی تک صیقل کئے ہوئے پیتل کا رنگ اور شعلہ سا جلوہ اُس کے درمیان اور گرداگرد دیکھا۔ اور اُس کی کمر سے لے کے نیچے تک میں نے شعلہ کی سی تجلی دیکھی۔ اور چار سُو ایک جگمگاہٹ تھی۔ جیسی اُس کمان کی صورت ہے جو بارش کے دنوں میں بادل میں دکھلائی دیتی ہے سو ویسی ہی آس پاس کی اُس جگمگاہٹ کی نمود تھی۔ خداوند کے جلال کی صورت کی یہی نمایش تھی +

سورہ مومن ا رکوع ۷۔ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج۔ ترجمہ۔ وہ لوگ جو اُٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو کوئی کہ گرد اُسکے ہیں پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف رب اپنے کے اور ایمان لاتے ہیں ساتھ اُس کے اور بخشش مانگتے ہیں واسطے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے +

سورہ حاقہ ا رکوع ۱۷۔ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ط وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ۔ ترجمہ۔ اور فرشتے ہونگے اوپر کناروں اُس کے کے اور اُٹھا دینگے عرش رب تیرے کا اوپر اپنے اُس دن آٹھ شخص +

سورہ ہود۔ ا رکوع ۷۔ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ

عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط۔ اور وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے اور تھا عرش اُس کا اوپر پانی کے تو کہ آزماوے تم کو کون تم میں سے بہتر ہے عمل میں +

نوٹ۔ حزقیئل نبی نے چار جاندار یعنے کروبی اور چار پہیئے ذی رُوح تخت کے اُٹھانے والے بیان فرمائے۔ اور قرآن نے بھی آٹھ فرشتے یا شخص تخت کے اُٹھانے والے بیان کئے ہیں۔ پس حزقیئل نبی کی کتاب و قرآن کا ایک ہی بیان ہے +

(ج) یسعیاہ۔ ۶: ۱ سے ۹۔ جس برس کہ عزیاہ بادشاہ مرگیا۔ میں نے خداوند کو ایک بڑی بلندی پر اونچے تخت کے اوپر بیٹھے دیکھا اور اُس کے لباس کے دامن سے ہیکل معمور ہوگئی۔ اُس کے آس پاس سرافیم کھڑے تھے جن میں سے ہر ایک کے چھ چھ پر تھے اور ہر ایک دو پروں سے اپنا مُنہ ڈھانپے تھا اور دو سے اپنے پاؤں ڈھانپے اور دو سے وہ اُڑتا تھا اور ایک نے دوسرے کو پکارا اور کہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہے۔ الخ +

یوحنا ۱۲: ۴۱۔ یسعیاہ نے یہ باتیں اس لئے کہیں کہ اُس کا (یعنے یسوع کا) جلال دیکھا اور اُس نے اُسی کے بارہ میں کلام کیا۔ مکاشفات ۴: ۲ و ۸۔ فوراً میں رُوح میں آگیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ایک تخت رکھا ہے اور اُس تخت پر کوئی بیٹھا ہے۔ اور اُن چاروں جانداروں کے چھ چھ پر ہیں۔ اور چاروں طرف اور اندر آنکھیں ہی آنکھیں ہیں۔ اور رات دن بغیر آرام لئے یہ کہتے رہتے ہیں کہ قدوس قدوس قدوس خداوند خدا قادر مطلق جو تھا جو ہے اور جو آنے والا ہے۔ مکاشفات ۵: ۱۱ سے ۱۴۔ اور جب میں نے نگاہ کی تو اُس تخت اور اُن جانداروں اور بزرگوں کے گرداگرد بہت سے فرشتوں کی آواز سُنی جن کا شمار لاکھوں اور کروڑوں تھا۔ اور وہ بلند آواز سے کہتے تھے کہ ذبح کیا ہوا برہ ہی قدرت اور دولت اور حکمت اور طاقت اور عزت اور تمجید اور حمد کے لائق ہے۔ پھر میں نے آسمان اور زمین کے نیچے کی اور سمندر کی سب مخلوقات کو یعنے ساری چیزوں کو جو اُن میں ہیں یہ کہتے سُنا کہ جو تخت پر بیٹھا ہے اُسکی اور برے کی حمد اور عزت اور تمجید اور سلطنت

ابدالآباد رہے۔ اور چاروں جانداروں نے آمین کہی اور بزرگوں نے گر کر سجدہ کیا +

سورہ زمر ۸ رکوع ۵۔ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ ترجمہ۔ اور دیکھیگا تو فرشتوں کو گھیرے ہوئے گرد عرش کے پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے۔ اور فیصل کیا جاتا ہے درمیان اُنکے ساتھ حق کے اور کہا گیا سب تعریف واسطے اللہ کے ہے پروردگار عالموں کے +

دوم۔ خداوند المسیح کے آسمان پر سے واپس آنے کے باب میں +

دانیئل ۷: ۱۳ و ۱۴۔ میں نے رات کی رویتوں کے وسیلے دیکھا۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدمزاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا۔ اور قدیم الایام تک پہنچا وے اُسے اُسکے آگے لائے اور تسلط اور حشمت اور سلطنت اُسے دی گئی۔ کہ سب قومیں اور اُمتیں اور مختلف زبان بولنے والے اُسکی خدمتگذاری کریں۔ اُسکی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہیگی اور اس کی مملکت ایسی جو زائل نہ ہوگی۔ متی ۲۴: ۳۰ و ۳۱۔ اور اُس وقت ابنِ آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دیگا۔ اور اُس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی۔ اور ابنِ آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھینگے۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجیگا اور وہ اُسکے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اِس سرے سے اُس سرے تک جمع کرینگے +

دانیئل ۷: ۹۔ میں یہاں تک دیکھتا رہا کہ کرسیاں رکھی گئیں اور قدیم الایام بیٹھ گیا اُس کا لباس برف سا سفید تھا اور اُس کے سر کا بال صاف ستھرے اون کی مانند۔ اُس کا تخت آگ کے شعلہ کی مانند تھا۔ اور اُسکے پہیئے جلتی آگ کی مثل تھے۔ متی ۲۵: ۳۱ و ۳۲۔ جب ابنِ آدم اپنے جلال میں آویگا اور سب فرشتے اُسکے ساتھ آئینگے تو اُس وقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا اور سب قومیں اُسکے سامنے جمع کی جائینگی۔ اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کرے گا جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جُدا کرتا ہے (نیز دیکھو مرقس ۱۳: ۲۶۔ لوقا ۲۱: ۲۷) تسلونیقی ۴: ۱۶ و ۱۷۔ کیونکہ خداوند خود آسمان سے اُتر آئیگا۔ اُس وقت للکار اور مقرب فرشتے کی آواز سُنائی دیگی۔ اور خدا کا نرسنگا پھونکا جائیگا۔ اور پہلے تو مسیح میں موئے ہوئے جی اُٹھینگے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہونگے اُنکے ساتھ بادلوں پر اُٹھا لئے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں۔

اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہینگے۔ (نیز دیکھو ۲ تسلونیقی ۱: ۵ سے ۱۰) مکاشفات ۱: ۷۔ دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنیوالا ہے اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھے گی۔ اور جنہوں نے اُسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھینگے۔ اور زمین پر کے سارے قبیلے اُسکے سبب سے چھاتی پیٹینگے بیشک۔ آمین۔ (مکاشفات ۱۱: ۱۷ و ۱۸) یسعیاہ ۵-۳۵: ۳ و ۴۔ کمزور ہاتھوں کو زور دو اور ناتوان گھٹنوں کو پائداری بخشو۔ اُن کو جو کچدلے ہیں کہو ہمت باندھو مت ڈرو دیکھو تمہارا خدا سزا اور جزا ساتھ لئے ہوئے آتا ہے ہاں خدا ہی آئیگا اور تمہیں بچائے گا۔ ۲ پطرس ۳: ۳ و ۴۔ اور یہ پہلے جان لو کہ اخیر دنوں میں ایسے ہنسی ٹھٹھا کرنیوالے آئینگے جو اپنی خواہشوں کے موافق چلینگے۔ اور کہینگے کہ اُسکے آنیکا وعدہ کہاں گیا؟ کیونکہ جب سے باپ دادا سوئے ہیں اُس وقت سے ابتک سب کچھ ویسا ہی ہے جیسا خلقت کے شروع سے تھا (اُنکے لئے خداوند کے آنے پر کلیسیا کا یہ جواب ہوگا) یسعیاہ ۵-۲۵: ۹۔ اور اُس روز یہہ کہا جائیگا لو یہ ہمارا خدا ہے ہم اسکی راہ تکتے تھے۔ اور اُسی نے ہمیں بچایا۔ یہ خداوند ہے ہم اسکی انتظاری میں تھے۔ ہم اس کی نجات سے خوش و خرّم ہونگے ؛

سورہ الفجر۔ ا رکوع ۲۲۔ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا۔ ترجمہ۔ اور آویگا پروردگار تیرا اور فرشتے صف باندھکر۔ سورہ النبا۔ ۲ رکوع ۳۷۔ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا۔ ترجمہ۔ جسدن کھڑا ہوگا الرُّوح اور فرشتے صف باندھ کر ؛

نوٹ۔ محمدی مفسروں نے غلطی سے الرّوح اور دیگر فرشتوں میں امتیاز نہ کرکے الرّوح کو بھی دیگر فرشتوں جیسا مخلوقی خیال کرلیا ہے۔ حالانکہ خدا کے کلام بائبل کے بموجب وہ فرشتہ جو قرآن میں الروح کہلاتا ہے خدا ہے۔ جو کبھی عہد کے فرشتے اور کبھی خدا کے چہرے کے فرشتے کے نام سے بھی نامزد ہے اور اُسی کو یہودی عالم ممرا یعنے کلام بھی کہتے ہیں۔ دیکھو۔ پیدائش۔ ۱۶: ۷ و ۱۰ و ۱۳ ۳۱: ۱۱ سے ۱۳۔ ۳۲: ۲۴ سے ۳۲۔ ہوسیع ۱۲: ۳ و ۴ و ۵۔ خروج ۳: ۲ سے ۱۸۔ ۳: ۱۲۔ ۲۳: ۲۰ و ۲۱۔ اعمال ۷: ۳۸۔ خروج ۱۳: ۲۱۔ ۱۴: ۱۹ و ۲۴۔ ۲۰: ۲۱۔ ۳۳: ۱۴۔ ۴۰: ۳۴ و ۳۸۔ مزمور ۹۹: ۷۔ یسعیاہ ۶۳: ۹۔ ۹: ۶۔ قاضی ۶: ۱۱ سے ۲۴۔ ۱۳: ۸ و ۲۱ سے ۲۴۔ یرمیاہ ۲۳: ۶۔ زکریا ۱۲: ۸ سے ۱۰۔ ملاکی ۳: ۱۔ پس ظاہر ہے کہ وہ الرّوح رُوحُ اللّٰہ خداوند المسیح خدا کا اکلوتا وازلی بیٹا جو خدا ہے۔ اُسی کا ظہور فرشتہ کی صورت میں ہوتا رہا ہے اس لئے وہ فرشتہ ممرا یا کلام

یا کلمۃ اللہ بھی کہلایا ہے۔ لہذا قرآن نے اُسکو مخلوق فرشتوں سے الگ کرنیکے لئے الرُّوح کے نام سے نامزد کیا ہے +

سوم۔ خداوند المسیح کے دجال وغیرہ پر فتح پانے کے بیان ہیں +

۲۔ تسلونیقی۔ ۲: ۱ سے ۱۲۔ ۱۔ اے بھائیو ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے آنے اور اُسکے پاس اپنے جمع ہونے کی بابت تم سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ کسی رُوح یا کلام یا خط سے جو گویا ہماری طرف سے ہو یہ سمجھ کر کہ خدا کا دن آ پہنچا ہے۔ تمہاری عقل دفعتہً پریشان نہ ہو جائے۔ اور نہ تم گھبراؤ۔ کسی طرح سے کسی کے فریب میں نہ آنا۔ کیونکہ وہ دن نہیں آئیگا جبتک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو۔ اور وہ گناہ کا شخص یعنے ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو۔ جو مخالفت کرتا ہے۔ اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کہلاتا ہے اپنے آپکو بڑا ٹھیراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے مقدس میں بیٹھ کر اپنے آپکو خدا ظاہر کرتا ہے۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ جب میں تمہارے پاس تھا تو تم سے یہ باتیں کہا کرتا تھا۔ اب جو چیز اُسے روک رہی ہے تاکہ وہ اپنے خاص وقت پر ظاہر ہو۔ اسکو تم جانتے ہو۔ کیونکہ بیدینی کا بھید تو اب بھی تاثیر کرتا جاتا ہے۔ مگر اب ایک روکنے والا ہے۔ اور جبتک کہ وہ دُور نہ کیا جائے روکے رہیگا۔ اُس وقت وہ بیدین (یعنے دجال) ظاہر ہوگا جسے خداوند یسوع اپنے منہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنی آمد کی تجلّی سے نیست کریگا اور جسکی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ اور ہلاک ہونیوالوں کے لئے ناراستی کے ہر طرح کے دھوکے کے ساتھ ہوگی۔ اسواسطے کہ اُنھوں نے حق کی محبت کو اختیار نہ کیا جس سے اُنکی نجات ہوتی۔ اسی سبب سے خدا اُنکے پاس گمراہ کرنیوالی تاثیر بھیجے گا۔ تاکہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں۔ اور جتنے لوگ حق کا یقین نہیں کرتے۔ بلکہ ناراستی کو پسند کرتے ہیں وہ سب سزا پائیں۔ دانی ایل ۷: ۲۵۔ اور وہ (دجال) حق تعالیٰ کی مخالفت میں باتیں کریگا اور حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تصدیعہ دیگا اور چاہیگا کہ وقتوں اور شریعتوں کو بدل ڈالے۔ اور وہ اُسکے قبضے میں دیئے جائینگے یہاں تک کہ ایک مدت اور مدتیں اور آدھی مدت گذر جائیگی۔ یوحنا ۲: ۱۸۔ اے لڑکو۔ یہ آخیر وقت ہے۔ اور جیسا تم نے سُنا ہے کہ مخالف مسیح آنیوالا ہے۔ اُسکے موافق اب بھی بہت سے مخالف مسیح پیدا ہو گئے ہیں۔ اس سے ہم جانتے ہیں کہ یہ آخیر وقت ہے۔ مکاشفات ۱۳ باب تمام۔ و ۱۴: ۹ سے ۱۲۔ مکاشفات ۱۹: ۱۱ سے ۱۶۔ پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا۔ اور کیا دیکھتا ہوں

کہ ایک سفید گھوڑا ہے۔ اور اُس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے۔ اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے۔ اور اسکی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور اُسکے سر پر بہت تاج ہیں اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اُسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ خون چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے۔ اور اُس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے۔ اور آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور صاف مہین کتانی کپڑے پہنے ہوئے اُسکے پیچھے پیچھے ہیں۔ اور قوموں کو مارنے کیلئے اُسکے مُنہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے۔ اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکومت کریگا۔ اور قادر مطلق خدا کے سخت غضب کی مے کے حوض میں انکو روندیگا۔ اور اُسکی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند۔ مکاشفات ۲۰:۷ سے ۱۰۔ اور جب ہزار برس پورے ہو چکینگے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائیگا۔ اور اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہونگی یعنے یاجوج و ماجوج کو گمراہ کرکے لڑائی کے لئے جمع کرنیکو نکلے گا اُنکا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا۔ اور وہ تمام زمین پر پھیل جائینگی اور مقدسوں کی لشکر گاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لینگی۔ اور آسمان پر سے آگ نازل ہو کر اُنہیں کھا جائیگی۔ اور اُنکا گمراہ کرنیوالا ابلیس آگ اور گندھک کی اُس جھیل میں ڈالدیا جائیگا جہاں وہ حیوان اور جھوٹا نبی بھی ہوگا۔ اور وہ رات دن ابدالآباد عذاب میں رہینگے +

سورہ نمل ۶ رکوع ۸۲۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔ ترجمہ۔ اور جسوقت آن پڑیگی بات اوپر اُنکے نکالینگے ہم واسطے اُن کے ایک جانور زمین سے بولیگا اُن سے کہ یہ لوگ تھے ساتھ نشانیوں ہماری کے نہیں یقین لاتے۔ سورہ کہف ۱۱ رکوع ۹۳۔ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا۔ ترجمہ۔ کہا اُنہوں نے اے ذوالقرنین تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنیوالے ہیں بیچ زمین کے۔ پس آیا کر دیویں واسطے تیرے کچھ مال اوپر اسبات کے کہ کر دیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان اُنکے ایک دیوار۔ سورہ انبیاء ۹۶ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ۔ ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب کھولے جاویں یاجوج وماجوج اور وہ ہر اونچان سے دوڑتے ہونگے +

نوٹ۔ سورہ نمل ۶ رکوع ۸۲۔ میں زمین سے نکلے ہوئے جانور کا بیان صرف تھوڑا سا

قرآن میں آیا ہے لیکن مفصل بیان اس کا مکاشفات کی کتاب کے ۱۳ باب میں ہے جہاں دو حیوانوں
کے نکلنے کا بیان ہے۔ البتہ قرآن کی نسبت احادیث میں اس کا مفصل بیان ہوا ہے اور یہی دجّال ہے
جسپر خداوند المسیح فتح پاوینگے۔ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۶۰۔ وَعَنْ۔ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَہُ الْاَعْوَرَ الْکَذَّابَ اِلَّا اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ مَکْتُوْبٌ
بَیْنَ عَیْنَیْہِ ک ف ر مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ ترجمہ۔ اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
نہیں کوئی نبی گذرا مگر کہ تحقیق ڈرایا ہے اپنی امت کو کانے جھوٹے سے۔ آگاہ ہو کہ دجّال کانا ہوگا اور پروردگار
تمہارا کانا نہیں۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔ پھر دیکھو صفحہ ۳۶۴۔ وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ
ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ...... اِذْ بَعَثَ اللّٰہُ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ
الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ ...... فَلَا یَحِلُّ لِکَافِرٍ یَجِدُ مِنْ رِیْحِ نَفَسِہٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُہٗ یَنْتَہِیْ حَیْثُ
یَنْتَہِیْ طَرْفُہٗ فَیَطْلُبُہٗ حَتّٰی یُدْرِکَہٗ بِبَابِ لُدٍّ۔ فَیَقْتُلُہٗ ثُمَّ یَأْتِیْ عِیْسٰی قَوْمٌ قَدْ عَصَمَہُمُ اللّٰہُ مِنْہُ فَیَمْسَحُ
عَنْ وُجُوْہِہِمْ وَیُحَدِّثُ ثُمَّ بِدَرَجَاتِہِمْ فِی الْجَنَّۃِ فَبَیْنَمَا ہُوَ کَذٰلِکَ اِذْ اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی عِیْسٰی اَنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ
عِبَادًا لِّیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِہِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ۔ ترجمہ۔ روایت ہے نواس بن سمعان سے
کہ کہا اُس نے ذکر کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے...... بھیجیگا اللہ تعالے مسیح مریم کے بیٹے کو پس
اُترینگے وہ نزدیک منارہ سفید کے جانب مشرقی دمشق کے...... پس نہیں ممکن ہوگا اور نہیں واقع ہوگا
کسی کافر کو کہ پاوے ہوا دم عیسے کی سے مگر کہ مر جاوے اور دم اُن کا پہنچے گا جہاں تک پہنچیگی نگاہ اُنکی۔ پس
ڈھونڈینگے عیسے دجّال کو یہاں تک کہ پاوینگے اُسکو دروازہ لُدّ پر۔ پس قتل کرینگے اُسکو پھر آویگی عیسیٰ کے
پاس ایک قوم کہ بچایا ہوگا اُنکو اللہ تعالے نے دجّال کے شر سے پس پونچھینگے عیسے اُنکے مونہوں سے گرد و
غبار شدت و محنت کا۔ اور خبر دینگے اُنکو درجات اور مراتب اُنکے کی کہ پاوینگے بہشت میں در ہنگامیکہ عیسے
اس طرح سے ہونگے ناگہاں وحی بھیجیگا اللہ تعالے طرف عیسے کے کہ تحقیق میں نے نکالے ہیں کتنے ایک
بندے اپنے نہیں طاقت و قدرت کسی کو اُن سے لڑنے کی۔ پس جمع کر اور محافظت کر میرے بندوں
کی لے جا کر طرف کوہ طور کے +

مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۳۵۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
...... فَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فَاَمَّہُمْ فَاِذَا رَاٰہُ عَدُوُّ اللّٰہِ ذَابَ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ فَلَوْ

ترکہٗ لاتذاب حتٰے یہلِكَ وَلٰکِن یقتُلہُ اللہ بیدہٖ فیُریھم دمہٗ فی حربتہ۔ رواہ مسلم۔ ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے .... پس اتریںگے عیسےٰ ابن مریم پس امام ہونگے پس جب دیکھے گا حضرت عیسےٰ کو دشمن خدا کا یعنے دجال گھلنے لگے گا جیسا نمک گھلتا ہے پانی میں پس اگر چھوڑ دیں حضرت عیسےٰ اُسکو بحال خود اور نہ مار ڈالیں تو البتہ گھل جاوے یہاں تک کہ مرجاوے وہیں مارے۔ ولیکن قتل کریگا اُسکو خدا تعالیٰ حضرت عیسےٰ کے ہاتھ پر۔ پس دکھاوینگے اُنکو خون دجال کا اپنے نیزے میں۔ نقل کی یہ مسلم نے +

مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۶۵ ۔ وعن النّواس بن سمعان قال ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ...... و یبعث اللہ یاجوج و ماجوج و ھم من کل حدب ینسلون فلیمر اوائلہم علے بحیرۃ طبریۃ۔ الخ۔ ترجمہ روایت ہے نواس بن سمعان سے کہا ذکر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور بھیجے گا اللہ تعالےٰ یاجوج و ماجوج کو کہ نام دو قبیلوں کا ہے اور وہ ہر زمین بلند سے دوڑیں گے پس گذرینگے پہلے اُنکے یعنے اول جماعت اوپر تالاب طبریہ کے پس پی جاوینگے جو کچھ اُس میں ہوگا پانی اور گذرے گی جماعت اُنکی کہ پیچھے آوئیگی اُن سے پس کہینگے وہ کہ تحقیق تھا اس میں کبھی پانی پھر چلیں گے یہاں تک کہ پہنچینگے طرف جبل خمر کے کہ نام ایک پہاڑ کا ہے بیت المقدس میں۔ پس کہینگے یاجوج و ماجوج کہ تحقیق قتل کیا ہم نے اُن شخصوں کو کہ زمین میں تھے آؤ پس چاہیئے کہ قتل کریں ہم اُن شخصوں کو کہ آسمان میں ہیں پس پھینکیں گے تیر اپنے طرف آسمان کی پس پھیریگا اللہ تعالےٰ اُن پر تیر اُنکے رنگے خون میں۔ اور روکے جائینگے نبی اللہ کے یعنے حضرت عیسےٰ اور یار اُنکے یعنے اُس اُمت کے مومن کوہ طور پر یہاں تک کہ ہوگا سر بیل کا واسطے ایک اُنکے کے بہتر سو دیناروں سے واسطے ایک تمہارے کے آج کے دن۔ پس رغبت کرینگے نبی اللہ کے عیسےٰ اور یار اُنکے پس بھیجیگا اللہ تعالےٰ اُن پر (یاجوج و ماجوج پر) کیڑے اُنکی گردنوں میں۔ پس ہو جاوینگے مُردہ مانند مرنے ایک جان کے۔ پھر اُترینگے پیغمبر خدا عیسےٰ اور اُترینگے یار اُنکے طرف زمین کی۔ پس نہیں پاوینگے زمین پر جگہ ایک بالشت مگر کہ بھر دیا ہوگا اُسکو چربی اور بدبو اُنکی نے۔ پس رغبت کرینگے نبی خدا کے عیسیٰ اور یار اُنکے طرف اللہ کی پس بھیجے گا اللہ جانور پرندے گردنیں اُنکی مانند گردنوں اونٹ بختی کے ہونگی پس اُٹھاوینگے وہ جانور اُنکو اور پھینک دینگے اُن کو جہاں چاہا ہے اللہ تعالےٰ نے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ڈال دینگے جانور اُنکو نہبل میں اور جلاوینگے

مسلمان کمانوں اُنکی سے اور تیروں اُنکے سے اور ترکشوں اُنکے سے ساٹھ برس پھر بھیجے گا اللہ تعالےٰ ایک بڑا مینہہ کہ نہیں چھپا دیگا کسی چیز کو اُس مینہہ سے گھر مٹی اور پتھر کا اور نہ گھر صوف کا۔ الخ۔ دیکھو حزقیئل نبی کی کتاب کا ۳۸ و ۳۹ باب۔ کہ جہاں سے یہ قصہ کسی قدر تبدیلات کے ساتھ نقل کیا گیا ہے +

چہارم۔ خداوند المسیح کا مُردوں کو جلانا اور آخری عدالت کرنے کے باب میں +

یوحنا ۵: ۲۱ سے ۲۹۔ کیونکہ جس طرح باپ مُردوں کو اُٹھاتا اور زندہ کرتا ہے۔ اُسی طرح بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے زندہ کرتا ہے۔ کیونکہ باپ کسی کی عدالت بھی نہیں کرتا۔ بلکہ اُس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے تاکہ سب لوگ بیٹے کی عزت کریں جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں۔ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا وہ باپ کی جس نے اُسے بھیجا عزت نہیں کرتا۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سُنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہے۔ اور اُسپر سزا کا حکم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ موت سے نِکلکر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے کہ مُردے خدا کے بیٹے کی آواز سُنینگے اور جو سُنینگے وہ جیئیں گے۔ کیونکہ جس طرح باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے اُسی طرح اُس نے بیٹے کو بھی یہ بخشا کہ اپنے آپ میں زندگی رکھے۔ بلکہ اُسے عدالت کرنیکا بھی اختیار بخشا۔ اِس لئے کہ وہ آدمزاد ہے۔ اِس سے تعجب نہ کرو۔ کیونکہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُسکی (المسیح کی) آواز سُنکر نِکلینگے۔ جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے۔ ۱۔ قرنتی ۱۵: ۲۱ و ۲۲۔ کیونکہ جب آدمی کے سبب سے موت آئی تو آدمی ہی کے سبب سے مُردوں کی قیامت بھی آئی۔ اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائینگے۔ نیز دیکھو مکاشفات ۲۰: ۱۱ سے ۱۵ +

مکاشفات ۶: ۱۵ سے ۱۷۔ اور زمین کے بادشاہ اور امیر اور فوجی سردار اور مالدار اور زور آور اور تمام غلام اور آزاد پہاڑوں کی غاروں اور چٹانوں میں جا چھپے۔ اور پہاڑوں اور چٹانوں سے کہنے لگے۔ کہ ہم پر گر پڑو۔ اور ہمیں اُسکی نظر سے جو تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور برے کے غضب سے چھپا لو۔ کیونکہ اُنکے غضب کا روز عظیم آپہنچا اب کون ٹھیر سکتا ہے۔ متی ۲۵: ۳۱ سے ۴۶۔ جب ابن آدم اپنے جلال میں آئیگا اور سب فرشتے اُسکے ساتھ آئینگے تو اُسوقت وہ اپنے جلال کے تخت پر

بیٹھے گا۔ اور سب قومیں اُسکے سامنے جمع کی جائینگی اور وہ ایک کو دوسرے سے جُدا کریگا جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جُدا کرتا ہے۔ اور بھیڑوں کو اپنے دہنے اور بکریوں کو بائیں کھڑا کریگا۔ اُس وقت بادشاہ اپنی دہنی طرف والوں سے کہیگا کہ آؤ۔ میرے باپ کے مبارک لوگو۔ جو بادشاہت بنائے عالم کے وقت سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں اُتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا تم میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب میں اس سے کہینگے۔ اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا۔ یا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا۔ ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھ کر گھر میں اُتارا۔ یا ننگا دیکھ کر کپڑا پہنایا۔ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے۔ بادشاہ جواب میں اُن سے کہیگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا اس لئے میرے ہی ساتھ کیا + پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہیگا۔ اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُسکے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اُتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار اور قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ بھی جواب میں کہینگے۔ اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی۔ اُسوقت وہ اُن سے جواب میں کہیگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے ان سب سے چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ نہ کیا اس لئے میرے ساتھ نہ کیا۔ اور یہ ہمیشہ کی سزا پائینگے۔ مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی +

مکاشفات ۷: ۹ سے ۱۷۔ ان کے بعد جب میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر ایک قوم اور قبیلے اور اُمت اور زبان کی ایک بڑی بھیڑ جسے کوئی شمار نہیں کر سکتا سفید جامے پہنے اور کھجور کی ڈالیاں اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے تخت اور برّے کے آگے کھڑی ہے۔ اور بڑی آواز سے چلا چلا کر کہتی ہے۔ کہ نجات ہمارے خدا کی طرف سے ہے جو تخت پر بیٹھا ہے۔ اور برّے کی طرف سے۔ اور سارے فرشتے اُس تخت اور بزرگوں اور چاروں جانداروں کے گرداگرد کھڑے ہیں۔ پھر وہ تخت کے آگے مُنہ کے بل گر پڑے اور خدا کو سجدہ کر کے کہا۔ آمین حمد اور تمجید اور حکمت اور شکر اور عزت

اور قدرت اور طاقت ابد الآباد ہمارے خدا کی ہو۔ آمین۔ اور بزرگوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا۔ یہ سفید جامے پہنے ہوئے کون ہیں۔ اور کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے اُس سے کہا کہ اے میرے خداوند تو ہی جانتا ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا یہ وہی ہیں جو اُس بڑی مصیبت میں سے نکل آئے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے جامے برّہ کے خون سے دھو کر سفید کئے ہیں۔ اسی سبب سے یہ خدا کے تخت کے سامنے ہیں اور اُسکی مقدس میں رات دِن اُسکی عبادت کرتے ہیں۔ اور جو تخت پر بیٹھا ہے وہ اپنا خیمہ اُنکے اوپر تانیگا۔ اسکے بعد نہ کبھی اُنکو بھوک لگیگی نہ پیاس اور نہ کبھی اُنکو دھوپ ستائے گی نہ گرمی۔ کیونکہ جو برّہ تخت کے بیچ میں ہے وہ اُنکی گلہ بانی کریگا اور اُنہیں آبِ حیات کے چشموں کے پاس لیجائیگا۔ اور خدا اُنکی آنکھوں کے سب آنسو پونچھ دے گا +

اب متذکرہ بالا آیات کو ذیل کی آیات قرآن و احادیث سے مقابلہ کرو +

سورہ ق ۲۶ رکوع ۳ - ۴۱ ، ۴۲ - وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ - يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ - ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ - ترجمہ - اور سنیو اُس دِن کہ پکارے کا پکارنے والا مکان نزدیک سے۔ اُسدن کہ سُنینگے آواز تُند ساتھ حق کے۔ یہ دِن ہے نکلنے کا قبروں سے +

(مقابلہ کرو یوحنا ۵ : ۲۱ سے ۲۹ تک سے) +

مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۸۴ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا - ترجمہ - روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس خدا کی کہ بقائے جان میری کا اُسکے ہاتھ میں ہے۔ تحقیق اُترینگے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہونگے +

مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ مَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ وَلَمْ تُطْعِمْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ

عَبْدِی فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِی رَوَاهُ مُسْلِمٌ - ترجمہ
اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ فرماوے گا
دن قیامت کے - اے بیٹے آدم کے بیمار ہوا میں پس نہ پوچھا تو نے مجھ کو کہیگا اے رب میرے کس طرح
پوچھتا میں تجھ کو اور تو پالنے والا ہے عالموں کا - فرماویگا اللہ تعالیٰ کیا نہ جانا تو نے کہ تحقیق بندہ میرا
فلانا بیمار ہوا پس نہ پوچھا تو نے اُسکو کیا نہ جانا تو نے یہ کہ اگر پوچھتا تو اُسکو البتہ پاتا مجھ کو نزدیک اُسکے -
اے بیٹے آدم کے کھانا مانگا میں نے تجھ سے پس نہ کھلایا تُو نے مجھ کو - کہیگا اے رب میرے کس طرح کھلاتا
میں تجھ کو اور تو ہے پالنے والا عالموں کا - فرماویگا اللہ تعالیٰ کیا نہ جانا تو نے یہ کہ کھانا مانگا تھا تجھ سے بندے
میرے فلانے نے پس نہ کھلایا تو نے اُسکو - کیا نہ جانا تو نے یہ کہ اگر کھلاتا اُسکو البتہ پاتا تو اُسکو نزدیک
میرے - اے بیٹے آدم کے پانی مانگا میں نے تجھ سے پس نہ پلایا تو نے مجھ کو کہیگا اے رب میرے کس طرح
پلاتا میں تجھ کو اور تو پالنے والا عالموں کا ہے - فرماویگا پانی مانگا تجھ سے بندے میرے فلانے نے پس نہ
پلایا تو نے اُسکو کیا نہ جانا تو نے یہ کہ اگر پلاتا اُسکو پاتا تو اُسکو نزدیک میرے - روایت کی یہ مسلم نے +

پس خداوند المسیح جو عہد کا فرشتہ اور خدا کے چہرے کا فرشتہ اور ابن آدم ہے کلمۃ اللہ
اور رُوح اللہ ہونے سے اپنے میں ذات الٰہی بھی رکھتا ہے - دیکھو دانیئل ۷: ۱۳ - حزقیئل ۱: ۲۶
متی ۲۴: ۳۰ و ۲۶: ۶۴ - مکاشفات ۱: ۷ و ۱۳ - کہ جسکی نسبت لکھا ہے - کلسیوں ۲: ۹ - کیونکہ الوہیت
کی ساری معموری اُسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے - رومی ۹: ۵ - اور جسم کی رو سے مسیح بھی اُنہیں
میں سے ہوا جو سب کے اوپر اور ابد تک خدائے محمود ہے - اور اسی خداوند المسیح کی نسبت صحف انبیاء
انجیل - قرآن - اور احادیث گواہی دے رہے ہیں - کہ وہ مر گیا - مُتَوَفِّيكَ - تَوَفَّيْتَنِي - تیسرے روز جی
اُٹھا - اُبْعَثُ حَيًّا - اور علم قیامت ٹھیرا - وَاِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ - اور آسمان کی طرف اُٹھایا گیا - وَ
رَافِعُكَ اِلَيَّ - بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ - وہی خداوند المسیح جو کلمۃ اللہ اور رُوح اللہ ہے بموجب بیان
تفسیر حقانی - فوق اہل العرش ہے - اور بموجب بیان انجیل و قرآن وہ لاکھوں لاکھ فرشتوں اور
مقدسوں کے ساتھ آنے والا ہے - وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا - يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا -
تاکہ ہر ایک کو سزا و جزا دے - زبور ۲: ۱ و ۲ و ۷ و ۸ و ۱۲ - قومیں کس لئے جوش میں ہیں اور لوگ
باطل خیال کرتے ہیں - زمین کے بادشاہ سامنا کرتے ہیں اور سردار آپس میں خداوند کے اور اس کے مسیح

کے مخالف منصوبے باندھتے ہیں۔ میں حکم کو آشکارا کرونگا کہ خداوند نے میرے حق میں فرمایا تو میرا بیٹا ہے۔ میں آج کے دن تیرا باپ ہوا مجھ سے مانگ کہ میں تجھے قوموں کا وارث کرونگا اور زمین سراسر تیرے قبضے میں کردونگا۔ خوشی کرو بیٹے کو چومو تا نہ ہووے کہ وہ بیزار ہو اور تم راہ میں ہلاک ہو جاؤ جب اس کا قہر ایکا ایک بھڑکے۔ مبارک وہ سب جن کا توکل اُس پر ہے +

اے ناظرین اسی خداوند المسیح کے حق میں لکھا ہے۔ کہ اُسکے پیرو دن قیامت تک کفار پر غالب رہینگے۔ اور وہ آگر دین کو غلبہ دیگا۔ اور سب مومنین کو دجال دشمن خدا سے بچائیگا۔ اور دجال اُسکے مُنہ کے دم سے ہلاک ہوگا۔ فینزل عیسےٰ بن مریم فامھم فاذا راٰہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء۔ اور پھر یہ کہ اُسی خداوند المسیح کی آواز سے سب مُردے جی اُٹھینگے۔ واستمع یوم ینادِ المناد من مکان قریب۔ یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ذٰلک یوم الخروج۔ مقابلہ کرو یوحنا ۲۱:۵ سے ۲۹ تک سے۔ پس جیسا دانیئل نبی نے فرمایا اس وقت بعضے حیات ابدی کے لئے اور بعضے رسوائی اور ذلت ابدی کے لئے جی اُٹھینگے۔ اور خداوند المسیح حاکم عادل اُنکو سزا و جزا کا دینے والا ہوگا۔ جیسا کہ متی ۲۵: ۳۱ سے ۴۶۔ بمقابلہ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۴ سے ظاہر ہے وہی خدا تعالےٰ ہے جو یہ کہہ کر گناہ گار لوگوں کو فتویٰ سنائیگا۔ کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا وغیرہ۔ اور واضح ہو کہ جب سے خداوند المسیح موت پر فتحیاب ہوکر آسمان پر صعود فرما ہوا ہے وہ اپنی فتحیابی کے انعام اپنے لوگونکو دیتا رہتا ہے اور روح القدس بخش کر اُنہیں گناہ اور دنیا پر غلبہ بخشتا رہتا ہے۔ متی ۲۸: ۱۹ و ۲۰۔ اُسی کا حکم ہے کہ تمام دُنیا میں جاکر سب کو شاگرد بناؤ۔ اور فرماتا ہے کہ راہ اور حق اور زندگی میں ہوں کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔ یوحنا ۱۴: ۶۔ اور قرآن سورہ مائدہ ۶۔ رکوع ۴ ۳ میں کہتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ۔ اب جائے غور ہے کہ المسیح جیسا زندہ وسیلہ قادر وسیلہ جو سب پر غالب ہے اور کون ہوسکتا ہے۔ ہم مسیحیوں کی امید و انتظار شب و روز یہ ہے۔ جیسا کہ رسول فرماتا ہے۔ فلپی ۳: ۲۰ و ۲۱۔ مگر ہمارا وطن آسمان پر ہے اور ہم ایک منجی یعنے خداوند یسوع مسیح کے وہاں سے آنے کی انتظاری میں ہیں۔ وہ اپنی اس قوت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے

تابع کر سکتا ہے۔ ہمارے پست حالی کے بدن کی شکل بدلکر اپنے جلال کے بدن کی صورت پر بنائیگا۔ ۲ قرنتی ۵: ۱۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا خیمہ کا گھر جو زمین پر ہے گرایا جائیگا۔ تو ہم کو خدا کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملیگی جو ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے۔ متی ۵: ۸۔ مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے ✦

پس اے ناظرین یاد رکھو کہ قیامت مُردگان کی اُمید جبکہ خداوند یسوع المسیح پر ایمان ہے تو بہت ہی عمدہ اور دونوں جہان کے لئے فائدہ بخش تاثیر کرتی ہے۔ کیونکہ جو شخص یہ اُمید رکھتا کہ موت کے بعد وہ جی اُٹھیگا۔ اور اپنے سب پوشیدہ و ظاہری کاموں کا خدا کی عدالت میں جوابدہ ہوگا۔ تو وہ خدا اور اپنے ہم جنس انسان سے محبت رکھتا۔ گناہ سے نفرت کرتا۔ اور دن رات پاکیزگی۔ نیکی و بھلائی کے کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ وہ مایوس ہو کر ناپاکی و بُرائی میں اپنی بیش قیمت زندگی اور وقت کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ حیات ابدی کی خواہش رکھ کے خداوند المسیح کے کفارہ کے سبب اپنے گناہوں کی معافی پاکے قیامت کی امید پر موت کو ناچیز بلکہ ایک وصالِ محبوب کا ذریعہ سمجھ کر خوشی کا نعرہ مارتے ہوئے اس دنیا ناپائدار سے اپنے آسمانی وطن کو کوچ کر جاتا ہے۔ کاش کہ ہم سب المسیح منجی جہان پر ایمان رکھتے ہوئے اس اُمید میں دُنیا سے گذر جائیں۔ تاکہ ہم رسوائی اور ذلت کے لئے نہیں بلکہ حیات ابدی کے لئے جی اُٹھ کر خداوند المسیح حاکم عادل کی مسند عدالت کے آگے سرفرازی کے لئے کھڑے ہوں۔ اور اس عادلِ حاکم الحاکمین سے اپنے حق میں یہ فتوے سُنیں۔ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو۔ جو بادشاہت بنائے عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو ✦

آمین ثم آمین